

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة العنكبوت

آیت ۴۵

اللہ تعالیٰ کا ذکر... تسکینِ قلب اور تزکیہٴ نفس کا ذریعہ

اے نبی! تلاوت کیجئے اُس کی جو وحی کیا گیا ہے آپ کی طرف کتاب میں سے	اُتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ
اور قائم کیجئے نماز	وَأَقِمِ الصَّلَاةَ
بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برائی سے	إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
اور یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے	وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ
اور اللہ جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔	وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿۴۵﴾

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مشکلات کے دوران ہمت بندھانے اور ثابت قدم رکھنے والی ایک مؤثر نعمت اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے تلاوتِ قرآنِ کریم اور جامع ترین صورت ہے نماز۔ نماز میں قولی ذکر بھی ہے اور بدنی بھی۔ پھر اس میں تلاوتِ قرآن، اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید، تکبیر، دعائیں غرض ذکر کی جملہ صورتیں جمع ہیں۔ نماز کی صورت میں ذکر انسان کو بار بار عہدِ بندگی (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) ... اے اللہ! ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ یاد دلا کر برائی و بے حیائی سے روک دیتا ہے

سرکشی نے کر دیے دھندلے نقوشِ بندگی
 آؤ سجدے میں گریں، لوحِ جبین تازہ کریں
 پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حاصل تسکینِ قلب بھی ہے اور تزکیہٴ نفس بھی۔

آیات ۴۶ تا ۴۷

اہل کتاب کے لیے دعوت

اور جھگڑانہ کرو اہل کتاب سے مگر اُس طور پر جو بہت اچھا ہو	وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
سوائے اُن کے جو بے انصافی کریں اُن میں سے	إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ
اور کہو ہم ایمان لائے اُس پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو نازل کیا گیا تمہاری طرف	وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ
اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے	وَالْهِنَا وَالْهُكُمْ وَاحِدٌ
اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں۔	وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۴۶﴾
اور اے نبی! اسی طرح ہم نے نازل کی آپ کی طرف یہ کتاب	وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ
پھر وہ لوگ کہ ہم نے کتاب دی ہے جنہیں، ایمان لائیں گے اِس پر	فَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ
اور ان (مکہ والوں) میں سے بھی وہ ہیں جو ایمان لائیں گے	وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ

وَمَا يَجْعَدُ بَايْتِنَا إِلَّا الْكُفْرُونَ ﴿٢٩﴾	اس پر
اور انکار نہیں کرتے ہماری آیات کا مگر کافر۔	

اس سورہ مبارکہ کی آیت ۵۶ میں مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کی تلقین کی گئی ہے۔ اُس وقت حبش ہی ایسا علاقہ تھا جہاں مسلمان ہجرت کر کے جاسکتے تھے۔ حبش پر اُس زمانے میں اہل کتاب میں سے عیسائیوں کی حکومت تھی۔ ان آیات میں مسلمانوں کو اہل کتاب کو دعوت حق دینے کے حوالے سے درج ذیل نکات کی رہنمائی دی گئی:

i- گفتگو میں شائستہ اور مہذب انداز اختیار کیا جائے۔

ii- جو اہل کتاب بحث اور ہٹ دھرمی کا طرزِ عمل اختیار کریں اُن سے خوبصورتی کے ساتھ علیحدگی اختیار کر لی جائے۔

iii- دعوت کی بنیاد باہمی مشترک نکات کو بنایا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی ہر کتاب پر ایمان لانا، صرف اُسی کو معبود تسلیم کرنا اور اُس کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دینا۔

آیت ۴۷ میں بشارت دی گئی کہ اہل کتاب اور اہل مکہ میں ایسے سلیم الفطرت لوگ ہیں جو ایمان لے آئیں گے۔ البتہ جو تعصب اور ہٹ دھرمی کا شکار ہیں وہ ہرگز نہیں مانیں گے۔

آیات ۴۸ تا ۵۱

عظمت قرآن اور صداقت رسول ﷺ

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكُمْ	اور اے نبی! آپ نہیں پڑھتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب
إِذَا الرُّكَّابُ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٨﴾	اور نہ ہی لکھتے تھے اُسے اپنے دائیں ہاتھ سے
	(اگر ایسا ہوتا) تب تو ضرور شک میں پڑ جاتے باطل پرست لوگ

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ	بلکہ یہ تو واضح آیات ہیں
فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ	اُن لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے
وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿٢٩﴾	اور انکار نہیں کرتے ہماری آیات کا مگر ظالم۔
وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ	اور اُنہوں نے کہا کیوں نہ نازل کیے گئے اُن پر کچھ معجزے اُن کے رب کی طرف سے؟
قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ	فرمائیے معجزے تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں
وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٣٠﴾	اور بے شک میں تو ہوں ہی صاف صاف خبردار کرنے والا۔
أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ	اور کیا یہ کافی نہیں ہوا اُن کے لیے
أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُثْلَى عَلَيْهِمْ	بے شک ہم نے نازل کی ہے آپ پر کتاب جو پڑھی جاتی ہے اُن کے سامنے
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣١﴾	بے شک اس میں یقیناً رحمت اور نصیحت ہے اُن کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

ان آیات میں قرآن حکیم کی عظمت اور نبی اکرم ﷺ کی صداقت کو نمایاں کیا گیا۔ اہل مکہ کو توجہ دلائی گئی کہ نبی اکرم ﷺ نے چالیس برس کی عمر مبارک تک نہ کبھی سخن سازی کی اور نہ ہی کوئی تحریری کاوش کی۔ اگر ایسا ہوتا تو شبہ کیا جاسکتا تھا کہ آپ ﷺ نے قرآن بھی خود سے تصنیف کیا ہے۔ نہیں یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے اور سلیم الفطرت انسانوں کی فطرت کی پکار ہے:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ ہی میرے دل میں ہے

قرآن حکیم جیسا معجزانہ کلام سامنے آنے کے باوجود کچھ ایسے ظالم ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے معجزات دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ ان ظالموں کو آگاہ کر دیں کہ اُن کے فرمائشی معجزے تو صرف اللہ تعالیٰ ہی دکھا سکتا ہے۔ مجھے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن جیسا معجزہ عطا کیا ہے جس کی مانند کلام لانا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔ پھر یہ قرآن بلاشبہ رحمت بھی ہے اور اصل حقائق کی یاد دہانی کرانے کا ذریعہ بھی۔

آیات ۵۲ تا ۵۵

حق کو جھٹلانے والوں کا بدترین انجام

اے نبی! فرمائیے کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ	قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا
وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے	يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اور وہ لوگ جو ایمان لائے باطل پر	وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ
اور اُنہوں نے انکار کیا اللہ کا	وَكَفَرُوا بِاللَّهِ
وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔	أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٥٦﴾
اور وہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے عذاب کے لئے	وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ
اور اگر نہ ہوتی ایک طے شدہ مدت	وَلَوْ لَا أَجَلٌ مُّسَمًّى
یقیناً آ جاتا اُن پر عذاب	لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ

وَلَيَاتِيَنَّهُمْ بَغْةٌ	اور وہ ضرور آئے گا اُن پر اچانک
وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۲﴾	اور اُنہیں احساس تک نہ ہوگا۔
يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ	اور وہ جلدی طلب کرتے ہیں آپ سے عذاب
وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۵۳﴾	اور بے شک جہنم یقیناً گھیر لینے والی ہے کافروں کو۔
يَوْمَ يَغْشَاهُمْ الْعَذَابُ	جس دن ڈھانپ لے گا اُنہیں عذاب
مِنْ فَوْقِهِمْ	اُن کے اوپر سے
وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ	اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے
وَيَقُولُ ذُقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۴﴾	اور فرمائے گا اللہ چکھو اُسے جو تم کرتے رہے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کو ان آیات میں حکم دیا گیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ آسمانوں اور زمین کے ہر راز کا جاننے والا معبودِ حقیقی یعنی اللہ اس بات پر گواہ ہے کہ میں حق پر ہوں۔ عنقریب حق کو جھٹلانے والے اور باطل پر ایمان لانے والے بہت بڑے خسارے کا شکار ہونے والے ہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ سے عذاب لانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اُن پر عذاب اچانک آپہنچے گا۔ پھر روزِ قیامت وہ جہنم کے دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ جہنم کی آگ اُنہیں اوپر اور نیچے سے ڈھانپ لے گی اور اللہ تعالیٰ یہ کہہ کر اُن کی حسرت میں اضافہ فرمائے گا کہ چکھو اپنے سیاہ کرتوتوں کا مزہ۔

آیات ۵۶ تا ۶۰

ہجرت کا حکم

يُعَادِي الَّذِينَ آمَنُوا	اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو!
----------------------------	-----------------------------------

اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةً	بے شک میری زمین بہت کشادہ ہے
فَاَيَّايَ فَاَعْبُدُوْنَ ﴿٥٦﴾	پس تم صرف میری ہی بندگی کرو۔
كُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةٌ الْمَوْتِ	ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے
ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾	پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور انہوں نے عمل کیے اچھے
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا	ہم ضرور ٹھکانہ دیں گے انہیں جنت کے بالا خانوں میں
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	رواں ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
نِعْمَ اَجْرُ الْعَمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾	اور کیا ہی خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا
وَعَلٰی رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾	اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔
وَكَانِيْنَ مِّنْ دَآبَّةٍ	اور کتنے ہی جاندار ہیں
لَا تَحِثُّ رِزْقَهَا	جو نہیں اٹھائے پھرتے اپنا رزق
اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاَيَّاكُمْ	اللہ ہی رزق دیتا ہے انہیں اور تمہیں بھی

وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۰﴾

اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

یہ آیات ہجرت کے حکم اور ہجرت کرنے والوں کے لیے تسلی کے بیان پر مشتمل ہیں۔ اہل ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اہمیت کسی خطہ زمین کی نہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ اگر کسی علاقہ میں اُس کی عبادت کرنا دشوار ہو جائے تو وہاں سے ہجرت کر جائو۔ اُس کی زمین وسیع ہے۔ وہ اُس کے حکم سے اُس کے بندوں کو ضرور بہتر ٹھکانہ فراہم کر دے گی

جرات ہے نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے

اے مردِ خدا! ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

اگر کوئی شخص زمین ہی کو مقدس سمجھ کر اس سے چمٹا رہے اور ہجرت نہ کرے تو عنقریب موت آکر اُسے اپنی پسندیدہ زمین سے جدا کر دے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرمندگی کے ساتھ حاضری ہوگی۔ اس کے برعکس ہجرت کرنے والوں کو جنت کے بالا خانوں کی صورت میں عمدہ ٹھکانہ نصیب ہوگا۔ پھر اس دنیا میں بھی ہجرت کرنے والے یہ نہ سمجھیں کہ دیارِ غیر میں کہاں سے ضروریاتِ زندگی میسر آئیں گے۔ جو اللہ ہر مخلوق کو روزی اور ضروریاتِ زندگی فراہم کر رہا ہے وہ اپنی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو بھی اپنے بھرپور فضل سے نوازے گا۔

آیات ۶۱ تا ۶۳

حق واضح کرنے والے دو سوالات

وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ	اور اے نبی! اگر آپ اُن سے پوچھیں
مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	کس نے بنایا ہے آسمانوں اور زمین کو
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ	اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو
لِيَقُولَنَّ اللَّهُ	وہ ضرور کہیں گے اللہ نے

فَاكْفِي يُوفِّكَوْنَ ۝۲۱	تو کہاں سے وہ بہکائے جاتے ہیں؟
اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ	اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے
وَيَقْدِرُ لَهُ	اور تنگ کرتا ہے اُس کے لیے
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۲	بے شک اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔
وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ	اگر آپ اُن سے پوچھیں
مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً	کس نے نازل کیا آسمان سے پانی
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا	پھر زندہ کیا زمین کو اُس کی موت کے بعد
لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	وہ ضرور کہیں گے اللہ نے
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ	فرمائیے کل شکر اللہ کے لیے ہے
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۲۳	بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔

ان آیات میں شرک کرنے والوں سے دو ایسے سوالات پوچھے گئے جو انہیں سوچنے اور حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں:

i۔ بتاؤ تمام آسمان اور زمین کس نے بنائے ہیں اور سورج اور چاند کو انسانوں کی خدمت میں کس نے لگا دیا ہے؟

جواب میں مشرکین بول پڑے کہ یہ کاری گری اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ انہیں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف کائنات کا خالق اور اس کا نظام چلانے والا ہے بلکہ وہی ہر انسان کو رزق دینے والا بھی ہے۔ اُس نے کسی کا رزق وسیع کر دیا اور کسی کا محدود۔ بلاشبہ وہ ہر انسان کی مصلحت سے واقف ہے۔

ii۔ بتاؤ آسمان سے بارش کون برساتا ہے اور بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر کے نباتات کون اگاتا ہے؟

مشرکین پکار اٹھے کہ یہ قدرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ بلاشبہ وہی ہر خوبی و کمال کا مالک ہے لیکن افسوس انسانوں کی اکثریت غور نہیں کرتی۔

آیت ۶۴

دنیا کی زندگی محض ڈرامہ ہے

وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا	اور نہیں ہے یہ دنیوی زندگی
إِلَّا لَهْوٌ وَوَلَعِبٌ	مگر تماشا اور کھیل
وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِیَ الْحَيَوَانُ	اور بے شک آخرت کا گھر یقیناً وہی اصل زندگی ہے
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۶۴﴾	کاش کہ وہ جان لیتے۔

اس آیت میں ایک ایسا مضمون بیان کیا جا رہا ہے جو پیش نظر رکھنے سے انسان کی سوچ ۱ اور ترجیحات کا رخ بدل جاتا ہے۔ یہ مضمون دنیا کی زندگی کی حقیقت اور آخرت کی زندگی کی ابدیت کا بیان ہے۔ دنیا کی محدود زندگی کو آخرت کی لامحدود زندگی سے کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ دنیا کی زندگی ایک ڈرامہ کی طرح ہے جس کا دورانیہ محدود ہوتا ہے۔ مختلف افراد اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ کوئی بادشاہ ہے اور کوئی فقیر۔ البتہ ڈرامہ ختم ہوتے ہی ہر فرد اپنی اصل اوقات پر آ جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں کوئی شاہانہ انداز کی زندگی سے نوازا گیا ہے اور کسی کی گزر اوقات مشکل کر دی گئی ہے۔ البتہ یہ تمام حالات عارضی ہیں۔ غنقریب موت کے بعد ہر اک کو، خواہ امیر ہو یا فقیر، ایک جیسے کفن اور ایک جیسی قبر کی کوٹھڑی میں قیامت کا انتظار کرنا ہے۔ ڈرامہ میں ایوارڈ، ڈائریکٹر کی ہدایات کی روشنی میں انجام دی گئی کارکردگی پر ملتا ہے۔ اسی طرح آخرت میں بدلہ دنیا میں اپنے اپنے کردار

میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا پاس کرنے کے اعتبار سے ملے گا۔ پھر یہ بدلہ دائمی ہو گا جو ہمیشہ ہمیش کی جنت یا ہمیشہ ہمیش کی جہنم کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس لامحدود زندگی کی تیاری کے لیے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۵ تا ۶۶

اللہ تعالیٰ کا کرم... بندوں کا ظلم

وَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلِ	پھر جب وہ سوار ہوتے ہیں کشتیوں میں
دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ	تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرتے ہوئے اُس کے لیے اپنا دین
فَلَمَّا نَجَّيْنَاهُمْ إِلَى الْبَرِّ	پس جب اللہ نجات دے دیتا ہے انہیں خشکی کی طرف
إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾	تو فوراً ہی وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔
لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ	تاکہ وہ ناشکری کریں اُس نعمت کی جو ہم نے دی ہے انہیں
وَلِيَتَنَبَّهُوا	سو وہ فائدہ اٹھالیں
فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾	پھر عنقریب وہ جان لیں گے۔

بحری سفر کے دوران لوگوں پر خوف طاری رہتا ہے کہ کہیں کوئی طوفان نہ آجائے اور کشتی یا جہاز ڈوب نہ جائے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس مشکل سے صرف وہی بچا سکتا ہے۔ البتہ جب وہ انہیں خشکی پر باسلامت پہنچا دیتا ہے تو کچھ لوگ اُس کے ساتھ من گھڑت معبودوں کو بھی پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندوں کی یہ ناشکری اور سرکشی تھوڑے سے وقت کے لیے ہے۔ عنقریب محاسبہ ہو گا اور انہیں اپنی مشرکانہ روش کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

آیات ۶۷ تا ۶۸

مشرکین مکہ کی ناشکری و ناانصافی

اَو لَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا مِّنَّا	کیا وہ نہیں دیکھتے بے شک ہم نے بنادیا ہے امن والا
وَيَتَخَفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ	اور اٹھالیے جاتے ہیں لوگ اُن کے آس پاس سے
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ	تو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں
وَبِعِصْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾	اور اللہ کی نعمت کی وہ ناشکری کرتے ہیں؟
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو منسوب کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ
اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ	یا جھٹلا دے حق کو جب وہ اُس کے پاس آئے
اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِيْنَ ﴿٦٨﴾	کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا کافروں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے اطراف میں حدود حرم مقرر فرما کر شہر مکہ کو امن کا گہوارہ بنادیا۔ اطراف میں جنگ و جدال ہوتا رہتا ہے لیکن مکہ میں امن و امان کی فضا قائم رہتی ہے۔ اس کے باوجود مشرکین مکہ حق کے بجائے باطل یعنی اللہ تعالیٰ کے بجائے بتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ شرک کے جھوٹے عقیدے کے لیے دلائل پیش کرتے ہیں اور خالص توحید کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ بہت بڑے ناشکرے اور ناانصاف ہیں۔

آیت ۶۹

ہدایت جہاد کرنے والے کو ملتی ہے

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا	اور وہ لوگ جو جہاد کرتے ہیں ہماری راہ میں
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا	ہم ضرور ہدایت دیتے ہیں انہیں اپنے راستوں کی
وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٩﴾	اور بے شک اللہ یقیناً ساتھ ہے نیک لوگوں کے۔

سورہ عنکبوت کی اس آخری آیت میں بڑے تاکید کی اسلوب میں آگاہ کیا گیا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرتے ہیں وہ انہی کو اپنے راستوں کی ہدایت دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کے مطالعہ سے علم تو حاصل ہو سکتا ہے لیکن علم کے ساتھ ساتھ ایک باطنی بصیرت، نئے نئے مسائل میں حق و باطل کے درمیان تمیز، خلوص و اخلاص اور زیادہ سے زیادہ مال و جان کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق اُسی کو ملے گی جو دین کی نصرت و اقامت کے لیے میدان میں نکل آئے۔ قرآن غلبہ دین کی جدوجہد کے دوران اس جدوجہد کے مختلف تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے رہنمائی دیتا ہے۔ ہم یہ جدوجہد کریں گے تو ہمیں ان مسائل کا سامنا ہوگا جن کا قرآن حکیم نے حل پیش کیا ہے۔ اب ہمیں اس کتاب کی عطا کردہ ہدایات کا فہم حاصل ہوگا۔ مولانا مودودی صاحب نے "تفہیم القرآن" کے مقدمہ میں اس نکتہ کی خوب وضاحت فرمائی ہے:

"لیکن فہم قرآن کی ان ساری تدبیروں کے باوجود آدمی قرآن کی روح سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لئے قرآن آیا ہے۔ یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ آپ آرام دہ کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھیں اور اس کی ساری باتیں سمجھ جائیں۔ یہ دنیا کے عام تصور مذہب کے مطابق ایک نری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اس کے سارے رموز حل کر لئے جائیں۔ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اس نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نہاد انسان کو گوشہ عزلت سے نکال کر اللہ سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اس سے آواز اٹھوائی اور وقت کے علمبرداران کفر و فسق و ضلالت سے اس کو لڑا دیا۔ گھر گھر سے ایک ایک سعید روح اور پاکیزہ نفس کو کھینچ کھینچ کر لائی اور داعی حق کے جھنڈے تلے ان سب کو اکٹھا کیا۔ گوشے گوشے سے ایک ایک فتنہ جو اور فساد پرور کو بھڑکا کر اٹھایا اور حامیان حق سے ان کی جنگ کرائی۔ ایک فرد واحد کی پکار سے اپنا کام شروع کر کے خلافت الہیہ کے قیام تک پورے سال یہی

کتابِ اس عظیم الشان تحریک کی رہنمائی کرتی رہی اور حق و باطل کی اس طویل و جاں گسل کشمکش کے دوران ایک ایک منزل اور ایک ایک مرحلہ پر اسی نے تخریب کے ڈھنگ اور تعمیر کے نقشے بتائے۔ اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سرے سے نزاعِ کفر و دین اور معرکہ اسلام و جاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھیں اور اس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا آپ کو اتفاق ہی نہ ہوا ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اس کی ساری حقیقتیں آپ کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔ اسے تو پوری طرح آپ اُسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب اسے لے کر اٹھیں اور دعوتِ الی اللہ کا کام شروع کریں اور جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اُسی طرح قدم اٹھاتے چلے جائیں۔ تب وہ سارے تجربات آپ کو پیش آئیں گے جو نزولِ قرآن کے وقت پیش آئے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِزْرِقْنَا اَنْ نُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِكَ بِاَمْوَالِنَا وَاَنْفُسِنَا۔ آمین!

سورۃ الرُّؤْم

اللہ کی نعمتوں اور قدرتوں کا بیان

اس سورہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور زبردست قدرتوں کا بیان نمایاں ہے تاکہ لوگ اُس کی نعمتوں کا احساس کر کے اور اُس کی پکڑ سے ڈر کر اپنے سیرت و کردار کی اصلاح کر لیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

آیات ۱ تا ۶	ایک خوش کن بشارت
آیات ۷ تا ۱۹	مضامین عبرت و موعظت
آیات ۲۰ تا ۲۷	اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں
آیات ۲۸ تا ۳۲	توحید باری تعالیٰ
آیات ۳۳ تا ۳۷	بندوں کا افسوسناک طرزِ عمل
آیات ۳۸ تا ۴۰	قربِ الہی کا حصول
آیات ۴۱ تا ۴۵	عذابِ الہی کا سبب اور نجات کی راہ
آیات ۴۶ تا ۵۴	اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں
آیات ۵۵ تا ۵۷	احوالِ قیامت
آیات ۵۸ تا ۶۰	نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

آیات ۶۱ تا ۶۲ مسلمانوں کے لئے خوشخبری

الْم ۱	الف۔ لام۔ میم۔
غُلِبَتِ الرُّومُ ۱	مغلوب ہو گئے رومی۔
فِي اَدْنٰی الْاَرْضِ	قریب کی زمین میں
وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيَّغْلِبُوْنَ ۲	اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آئیں گے۔
فِيْ بَضْعِ سِنِيْنَ	چند برسوں میں
لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ	اللہ ہی کے لیے ہے اختیار پہلے بھی اور بعد بھی
وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۳	اور اُس روز خوش ہوں گے مومن۔
بِنَصْرِ اللّٰهِ	اللہ کی مدد سے
يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاءُ	وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے
وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ ۴	اور وہی زبردست ہے ہمیشہ رحم کرنے والا۔
وَعَدَ اللّٰهُ	(یقیناً یہ) اللہ کا وعدہ ہے
لَا يَخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدًا	خلاف نہیں کرتا اللہ اپنے وعدے کے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۵	اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یہ آیات سن ۶۱۴ء میں اُس وقت نازل ہوئیں جب ایرانی آتش پرستوں نے رومی اہل کتاب کو فلسطین کی سرزمین میں شکست سے دوچار کیا۔ اس واقعہ سے مشرکین مکہ خوش ہوئے اور مسلمانوں کو رنج ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ بھی مشرک تھے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی ہمدردیاں اہل کتاب رومیوں کے ساتھ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بشارت دی کہ عنقریب رومیوں کو فتح حاصل ہوگی۔ یہ فتح ایک ایسے روز حاصل ہوگی جس روز مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کے سہارے ایک کامیابی پر خوشیاں منا رہے ہوں گے۔ یہ خوشخبری ۹ سال بعد عین بدر کے دن پوری ہوئی اور قرآن حکیم کے کتاب الہی ہونے کا ثبوت واضح طور پر ظاہر ہو گیا۔

آیات ۷ تا ۸

آخرت واقع ہونے کے دو ثبوت

وہ جانتے ہیں صرف ظاہر کو دنیا کی زندگی میں سے	يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اور وہ آخرت سے تو بالکل ہی غافل ہیں۔	وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾
اور کیا وہ غور نہیں کرتے اپنے آپ میں	اَوْ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
نہیں بنایا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے بامقصد	مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ
اور ایک مقررہ مدت کے لیے	وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى
اور بے شک لوگوں میں سے اکثر اپنے رب کی ملاقات کے یقیناً انکاری ہیں۔	وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾

یہ آیات آخرت کے حوالے سے انسانوں کی اکثریت کی غفلت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اگر وہ غور کریں تو دو حقائق آخرت کے واقع ہونے کا واضح ثبوت ہیں:

- i- کائنات میں ہر شے کی تخلیق بامقصد ہے۔ انسان کے وجود میں ضمیر کا بھی ایک مقصد ہے۔ ضمیر ہر نیکی پر تسکین دیتا ہے اور ہر برائی پر جھنجھوڑتا ہے۔ ضمیر کا یہ وصف ہمیں آگاہ کر رہا ہے کہ نیکی کا اچھا بدلہ اور بدی کا برا بدلہ مل کر رہے گا۔
- ii- کائنات میں ہر شے ایک خاص مدت کے بعد فنا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ایک روز پوری کائنات بھی فنا ہو جائے گی۔ البتہ انسان فنا ہو کر ختم نہ ہو جائے گا۔ ضمیر کی خلش اس حقیقت کا پتہ دے رہی ہے کہ اُسے دوبارہ زندہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ پھر اُسے نیکی کا اچھا اور بدی کا برا بدلہ دیا جائے گا۔ افسوس کہ انسانوں کی اکثریت واضح حقائق سامنے آنے کے بعد بھی آخرت کے دن اور اُس روز اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا انکار کر رہی ہے۔

آیات ۹ تا ۱۰

سرکش قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرو

اور کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں	أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
پس دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے	فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وہ زیادہ سخت تھے ان سے قوت میں	كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
اور انہوں نے جو تا زمین کو	وَآثَارُوا الْأَرْضِ
اور آباد کیا اُسے اُس سے زیادہ جتنا انہوں نے آباد کیا ہے	وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا
اور آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ	وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ	تو نہ تھا اللہ کہ ظلم کرتا اُن پر
وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾	اور لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔
ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا الشُّوْأَى	پھر ہو گیا انجام اُن کا جنہوں نے برائی کی تھی برا
أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ	اس لیے کہ اُنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو
وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١٠﴾	اور وہ اُن کا مذاق اڑاتے رہے۔

سابقہ قوموں کی تاریخ اور اُن کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ قومیں اسباب، صلاحیت اور قوت کے اعتبار سے زیادہ ترقی یافتہ تھیں۔ البتہ جب اُن کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول واضح تعلیمات کے ساتھ آئے تو اُنہوں نے اپنی دنیوی ترقی اور علم کی بنیاد پر رسولوں کی دعوت کو حقارت سے جھٹلادیا۔ رسولوں کی طرف سے عذاب کی خبروں کا مذاق اڑایا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو نیکی و بدی کا شعور دے کر، ضمیر کے ذریعہ جھنجھوڑ کر اور رسولوں کے ذریعہ خبردار کر کے اُن کی اصلاح کا پورا انتظام کیا لیکن وہ بد نصیب اصلاح پر آمادہ نہ ہوئے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی تباہی کے ذمہ دار تھے۔

آیات ۱۶ تا ۱۱

احوالِ آخرت

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ	اللہ ہی ابتدا کرتا ہے تخلیق کی
ثُمَّ يُعِيدُهُ	پھر وہ دہرائے گا اُسے
ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾	اور پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ	اور جس روز قائم ہوگی قیامت
يُبْلِسُ الْجُحْرُمُونَ ﴿١٢﴾	اُس روز مایوس ہو جائیں گے مجرم۔
وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ	اور نہیں ہوں گے اُن کے لیے اُن کے شریکوں میں سے سفارش کرنے والے
وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ﴿١٣﴾	اور وہ خود بھی ہو جائیں گے اپنے شریکوں کے انکاری۔
وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ	اور جس روز قائم ہوگی قیامت
يَوْمَ مَنذِيَّتَنَفَرَقُونَ ﴿١٤﴾	اُس روز وہ ہو جائیں گے جدا جدا
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا	پھر جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور کرتے رہے اچھے عمل
فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿١٥﴾	پس وہ ہیں جن کی جنت میں آؤ بھگت کی جائے گی۔
وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
وَلِقَائِ الْأَخِرَةِ	اور آخرت کی ملاقات کو
فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿١٦﴾	پس وہ لوگ عذاب میں حاضر کیے ہوئے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ وہ انہیں دوبارہ بھی زندہ کرے گا۔ مجرم اُس نئی زندگی میں اچانک بیدار ہو کر اور غیر متوقع صورتِ حال کا سامنا کر کے شدید مایوسی سے دوچار ہوں گے۔ پھر تمام انسان اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے دو گروہوں میں تقسیم

ہو جائیں گے۔ یعنی دنیا کے وہ تمام تعلقات جو نسل، وطن، زبان، قبیلہ و برادری اور معاشی و سیاسی مفادات کی بنیاد پر ہیں، ختم ہو جائیں گے۔ خالص عقیدے اور اخلاق و کردار کی بنیاد پر نئے سرے سے گروہ بندی ہوگی۔ ہر انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا۔ نیک انسانوں کا مقام جنت ہوگا جہاں اُن کی بھرپور مہمان نوازی ہوگی۔ مجرم لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ کوئی من گھڑت معبود اُن کی سفارش نہیں کرے گا بلکہ وہ خود بھی اپنے خود ساختہ معبودوں سے اعلانِ بیزاری کریں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۱

مردہ زمین کو زندہ کرنے والا تمہیں بھی زندہ کرے گا

فَسُبْحَنَّ اللَّهَ	پس (بیان کرو) پاکیزگی اللہ کی
حِينَ تُمْسُونَ	جب تم شام کرتے ہو
وَحِينَ تَصْبِحُونَ ﴿۱۷﴾	اور جب تم صبح کرتے ہو۔
وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	اور اُسی کے لئے شکر ہے آسمانوں اور زمین میں
وَعَشِيًّا	اور پچھلے پہر
وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿۱۸﴾	اور جب تم دوپہر کرتے ہو۔
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ	وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے
وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ	اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے
وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	اور زندہ کرتا ہے زمین کو اُس کی موت کے بعد
وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۱۹﴾	اور اسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

ان آیات میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں۔ یعنی اس بات کا اقرار کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر کمی اور کمزوری سے پاک ہے۔ وہی ہے جس کی تعریف پوری کائنات میں جاری و ساری ہے۔ وہ مردہ سے زندہ نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ جیسے انڈے سے زندہ پرندہ کو پیدا فرماتا ہے اور پرندوں سے انڈے۔ وہی مردہ کو زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین پر بارش برسا کر اُس سے نباتات، پودے اور درخت اگاتا ہے۔ پھر وہی زندہ مخلوقات کو موت دیتا ہے۔ لہذا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے اور قبروں سے نکال کر میدانِ حشر میں جمع کر دے۔

آیات ۲۰ تا ۲۱

انسان کے لیے سامانِ تسکین

وَمِنْ آيَاتِهِ	اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے
اَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ	کہ اُس نے بنایا تمہیں مٹی سے
ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ﴿۲۰﴾	پھر اُسی وقت سے تم وہ انسان ہو جو (زمین میں) پھیلتے جا رہے ہو۔
وَمِنْ آيَاتِهِ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا	کہ اُس نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے
لِتَسْكُنُوا اِلَيْهَا	تاکہ تم سکون حاصل کرو اُن کے پاس
وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً	اور اُس نے رکھ دی تمہارے درمیان محبت اور رحمت
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾	بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو

غور و فکر کرتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا مظہر ہے کہ اُس نے مٹی سے کروڑوں انسان تخلیق فرمائے جو پوری زمین پر پھیلتے جا رہے ہیں۔ انسانوں کو اُس نے مرد اور عورت کی صورتوں میں پیدا فرمایا۔ پھر مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لیے جوڑا بنا کر اُن میں باہم کشش رکھی۔ دونوں کے باہمی ملاپ کو ایک دوسرے کے لیے تسکین حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ پھر میاں اور بیوی کے درمیان باہم محبت و الفت کا جذبہ رحمت کے طور پر پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان زندگی کی مختلف مشکلات اور پریشانیوں کے دوران انسان کو حوصلہ اور چین و سکون دینے کا بہت بڑا سہارا ہے۔

آیات ۲۲ تا ۲۵

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتیں اور رحمتیں

وَمِنْ آيَاتِهِ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	بنانا آسمانوں اور زمین کا
وَاخْتَلَفَ الْأَلْسِنَتَكُمْ وَالْوَأَنِكُمْ	اور الگ الگ ہونا تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ ﴿۲۲﴾	بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لیے۔
وَمِنْ آيَاتِهِ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ	تمہارا سو نارت اور دن کو
وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهِ	اور تمہارا تلاش کرنا اُس کے فضل میں سے
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّبْسُحُونَ ﴿۲۳﴾	بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں ان کے لیے جو سنتے

ہیں۔	
اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے	وَمِنْ آيَاتِهِ
کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی خوف سے اور امید سے	يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا
اور نازل کرتا ہے آسمان سے پانی	وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
پھر زندہ کرتا ہے پانی سے زمین کو اُس کی موت کے بعد	فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں ان کے لیے جو سمجھتے ہیں۔	إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٣﴾
اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے	وَمِنْ آيَاتِهِ
کہ قائم ہیں آسمان اور زمین اُس کے حکم سے	أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ
پھر جب وہ پکارے گا تمہیں ایک ہی بار زمین میں سے	ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ
تو فوراً ہی تم نکل آؤ گے۔	إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کئی قدرتیں اور رحمتیں بیان کی ہیں:

i- آسمانوں اور زمین کی تخلیق اُس کی عظیم قدرت کا کتنا بڑا شاہکار ہے۔

ii- دنیا میں بولی جانے والی مختلف بولیاں بھی قدرتِ خداوندی کا حیران کن مظہر ہیں۔

iii- کائنات میں مختلف رنگوں میں مخلوقات کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی حسین کاری گری کا نمونہ ہے

گہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن

اے ذوق! اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

iv- رات اور دن میں حاصل ہونے والی میٹھی نیند اُس کے کرم کی فرحت بخش نشانی ہے۔

v- دن کا اجالا اور اُس میں اپنی ضروریات کے لیے بھاگ دوڑ کی سرگرمیاں بھی اُسی کی رحمت ہی کی مرہون منت ہیں۔

vi- آسمانوں پر چمکنے والی بجلیاں اور اُن کو دیکھ کر خوف و امید کی کیفیات اللہ کی عظمت اور جلال کا احساس دلاتی ہیں۔

vii- آسمانوں سے برستی ہوئی موسلا دھار بارش اُس کی حیات بخش نعمت ہے۔

viii- بارش سے مردہ زمین کا زندہ ہونا اور طرح طرح کی نباتات کا پیدا ہونا اُس کی قدرت کے عظیم خزانوں کا عکس ہے۔

ix- آسمانوں اور زمین کا ایک توازن کے ساتھ قائم رہنا اُس کا کتنا بڑا انعام اور اُس کے زبردست ہونے کی دلیل ہے۔

x- اللہ تعالیٰ کے اقتدار و اختیار کا یہ عالم ہے کہ اُس کے ایک حکم سے تمام کے تمام انسان قبروں سے نکل کر اُس کی بارگاہ میں جمع ہو جائیں گے۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

اللہ تعالیٰ کی اونچی شان

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	اور اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
كُلُّ لَّهُ قَنْدَرٍ ۖ	سب اُس کے فرمانبردار ہیں۔
وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ	اور وہی ابتدا کرتا ہے تخلیق کی
ثُمَّ يُعِيدُهُ	پھر وہ دہرائے گا اُسے
وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ	اور یہ بہت آسان ہے اُس پر
وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	اور اُس کے اونچی مثالیں ہیں آسمان اور زمین میں

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾

اور وہی زبردست ہے کمالِ حکمت والا۔

کائنات کی ہر شے کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر شے اُسی کے طے کردہ قوانین کے مطابق سرگرم عمل ہے۔ اُس نے بڑی آسانی سے پہلی بار ہر شے کو بنایا لہذا دوسری بار اُس شے کو بنانا اُس کے لیے بالکل بھی مشکل نہیں۔ بلاشبہ تمام آسمانوں اور زمین میں اُسی کی شان سب سے اونچی اور قائم و دائم رہنے والی ہے۔ زمین و آسمان کی کوئی بھی چیز حسن اور خوبی میں اُس کی شان اور صفات جیسی ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ اگر کسی چیز میں کوئی خوبی موجود بھی ہے تو وہ بھی اُسی کی عطا کردہ ہے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

شرک کی نفی ایک مثال کے ذریعہ

ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	اللہ نے بیان کی تمہارے لیے مثال خود تمہی میں سے
هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِيْ مَا رَزَقْتَكُمْ	کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی شریک ہیں اُس میں جو ہم نے رزق دیا ہے تمہیں
فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاءٌ	پھر تم اُس میں برابر ہو
تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ	تم اندیشہ رکھتے ہو اُن کے بارے میں جیسے تمہارا اندیشہ رکھنا ہوتا ہے اپنوں کے بارے میں
كَذٰلِكَ نُقْصِلُ الْاٰلِیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾	یونہی ہم واضح کرتے ہیں آیات کو اُن کے لیے جو سمجھتے ہیں۔
بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ	بلکہ پیروی کرتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اپنی خواہشات کی بغیر کسی علم کے
فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ	پھر کون ہدایت دے گا اُس کو جسے گمراہ کر دیا اللہ نے

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّصِيرِينَ ﴿٢٩﴾

اور نہ ہوگا اُن کے لیے کوئی مددگار۔

یہ آیات ایک واضح مثال کے ذریعہ شرک کی نفی کر رہی ہیں۔ غور کرو کیا کوئی آقا اپنے غلام کو اپنے مال اور اختیارات میں برابر کا سا جھی بناتا ہے؟ کیا غلام کی ضروریات اور آرام کے لیے وہی کچھ کرتا ہے جو اپنے لیے کرتا ہے؟ جب ایک انسان دوسرے انسان کو اپنا ہمسر بنانے کے لیے تیار نہیں تو کیسے ممکن ہے کہ خالق اپنی مخلوق کو اپنے ساتھ شریک کر لے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ مشرکین اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زبردستی ہدایت نہیں دی جاسکتی۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

فطرت کی پکار... اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت

فَاقِمُ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا	پس اے نبی! سیدھا کر لیجئے اپنا رخ دین کے لیے یکسو ہو کر
فَإِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا	(اختیار کیے رہیں) اللہ کی وہ فطرت، بنایا ہے اُس نے لوگوں کو جس پر
لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ	بدلنا نہیں ہے اللہ کے بنائے ہوئے کو
ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ	یہی سیدھا دین ہے
وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾	لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔
مُنِيبِينَ إِلَيْهِ	رجوع کرنے والے ہو جاؤ اُس کی طرف
وَاتَّقُوهُ	اور پرہیزگاری اختیار کرو اُس کی
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ	اور قائم کرو نماز

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝۳۱	اور نہ ہو جاؤ شرک کرنے والوں میں سے۔
مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ	اُن لوگوں میں سے جنہوں نے ٹکڑے کر دیا اپنا دین
وَكَانُوا شِيعًا	اور ہو گئے گروہ گروہ
كُلِّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فِرْحُونَ ۝۳۲	ہر گروہ کے لوگ اُس پر جو اُن کے پاس ہے خوش ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، اُس سے لو لگانے کی خواہش اور صرف اُسی کی اطاعت کرنے کا جذبہ رکھ دیا گیا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ انسان اگر برائی کرتا ہے تو اُسے باطن میں ایک خلش سی محسوس ہوتی ہے کیوں کہ برائی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ہر نیکی سے انسان کے باطن میں خوشی کی لہر اٹھتی ہے کیوں کہ نیکی سے وہ خوش ہوتا ہے۔ انسانوں کو چاہیے کہ وہ فطرت کی پکار کے مطابق طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں اور اُسی سے لو لگانے کے لئے نماز قائم کریں۔ یہ ہے بالکل خالص دین۔ کچھ باتوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور کچھ میں نہ کرنا دراصل دین کے حصے بخرے کرنا ہے۔ دین کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے درحقیقت مشرک ہیں۔ اس لیے کہ وہ کچھ اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں اور کچھ اپنی خواہش نفس کی۔ وہ دین کے کسی ایک حصہ کو اختیار کر کے خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہی پر سمجھ رہے ہیں۔ آج بد قسمتی سے ہماری اکثریت اس جرم کا ارتکاب کر رہی ہے۔

آیات ۳۳ تا ۳۷

انسانوں کا غیر متوازن طرزِ عمل

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ	اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو کوئی تکلیف
دَعَا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ	تو وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرنے والے ہو کر اُس کی طرف

ثُمَّ اِذَا اَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً	پھر جب وہ چکھاتا ہے انہیں اپنی طرف سے رحمت
اِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾	تو اُسی وقت کچھ لوگ اُن میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔
لِيَكْفُرُوا بِمَا اٰتَيْنَاهُمْ	تاکہ وہ ناشکری کریں اُن نعمتوں کی جو ہم نے دی ہیں انہیں
فَتَمْتَعُوا	سو تم فائدہ اٹھالو
فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾	پھر عنقریب تم جان لو گے۔
اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا	کیا ہم نے نازل کی ہے اُن پر کوئی دلیل
فَهُوَ يَنْكَرُكُمْ بَا كَا نُوَابِهٖ يُشْرِكُونَ ﴿۳۵﴾	پھر وہ بتاتی ہے انہیں اُس کے بارے میں جس کو وہ شریک کر رہے ہیں۔
وَ اِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً	اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت
فَرِحُوا بِهَا	وہ خوش ہوتے ہیں اُس سے
وَ اِنْ تُصِبُّهُمْ سَيِّئَةٌ	اور جب پہنچتی ہے انہیں کوئی برائی
بِمَا قَدْ مَتَّ اَيْدِيهِمْ	اُس کمائی کی وجہ سے جو آگے بھیجی اُن کے ہاتھوں نے
اِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿۳۶﴾	تو اُس وقت وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔
اَوْ لَمْ يَرَوْا	اور کیا وہ نہیں دیکھتے
اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ	اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے

وَيَقْدِرُ	اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہے)
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٥﴾	بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

ان آیات میں انسانوں کی اکثریت کے خود غرضانہ طرزِ عمل کا بیان ہے۔ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو گڑگڑاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔ پھر جب وہ تکلیف دور فرما دیتا ہے تو اسے اپنے خود ساختہ معبودوں کا کرم قرار دیتے ہیں۔ کیا اُن کے پاس اپنے شرک کے لیے کوئی دلیل ہے؟ نہیں! حقیقت یہ ہے کہ کل اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو وسیع کرتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ جو لوگ واقعی حق پر ایمان لانا چاہیں اُن کے لیے اس حقیقت میں معرفت و ہدایت کا سامان ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

قرب الہی کے حصول کے لیے رہنمائی

فَإِنَّ ذَٰلَ الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ	پس دیا کرو قربت دار کو اُس کا حق
وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ	اور مسکین اور مسافر کو بھی
ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ	یہ بہتر ہے اُن کے لیے جو چاہتے ہیں اللہ کی رضا
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٩﴾	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
وَمَا آتَيْتُم مِّن رَّبًّا	اور جو تم دیتے ہو سود پر
لِيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ	تاکہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے اموال میں
فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللَّهِ	تو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں

وَمَا اَتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ	اور جو تم دیتے ہو زکوٰۃ میں سے
تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ	چاہتے ہو اللہ کی رضا
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾	تو وہی لوگ کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔
اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ	اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں
ثُمَّ رَزَقَكُمْ	پھر رزق دیا تمہیں
ثُمَّ يُبٰیْتُكُمْ	پھر موت دے گا تمہیں
ثُمَّ يُجْبٰیْكُمْ	پھر زندہ کرے گا تمہیں
هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ	کیا ہے کوئی تمہارے شریکوں میں سے جو کرے ان کاموں میں سے کچھ بھی؟
سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرٰکُوْنَ ﴿۴۰﴾	پاک ہے وہ اور بلند و برتر ہے اُن سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

جو انسان اپنے رب کی قربت حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنے مستحق قرابت داروں، محتاجوں اور مسافروں کی مدد کے لیے مال خرچ کرے۔ وہ یہ نیکی نفلی صدقات کے ذریعہ بھی انجام دے سکتا ہے اور زکوٰۃ کے ذریعہ بھی۔ اس کے برعکس مال کو سود حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا اللہ تعالیٰ کو ناراض اور اُس کی قربت سے محروم کر دیتا ہے۔ ہمیں اُس اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمیں رزق اور تمام ضروریات زندگی عطا کیں۔ وہی ہمیں موت دے گا پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور ہمیں اُس کے سامنے جوابدہی کے لیے حاضر ہونا ہے۔ اُس جوابدہی کے وقت رسوائی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم وہ کام کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قوموں پر عذاب گناہوں کی وجہ سے آتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	برپا ہو گیا ہے فساد سمندر اور خشکی میں
بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيَ النَّاسِ	اُس کی وجہ سے جو کمایا لوگوں کے ہاتھوں نے
لِيُعَذِّبَهُمُ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا	تاکہ اللہ چکھائے مزہ انہیں کچھ اعمال کا جو انہوں نے کیے
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾	تاکہ وہ باز آجائیں۔
قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ	اے نبی! فرمائیے چلو پھر زمین میں
فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ	پھر دیکھو کیا انجام ہوا اُن کا جو پہلے گزرے
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿۴۲﴾	اُن میں سے اکثر مشرک تھے۔

ان آیات کی رُو سے سمندروں اور خشکی میں لوگوں پر آفات، عذاب اور بد امنی کے مسائل اُن کے گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ ان مصائب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ قوموں کو جھنجھوڑتا ہے تاکہ وہ اپنی روش پر توبہ کریں اور نیکی کی راہ اختیار کریں۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ عذاب اُن قوموں پر آیا جو شرک کا جرم کر رہی تھیں یا اللہ تعالیٰ کے دین کے حصے بخرے کر کے کچھ احکام پر عمل کرتی تھیں اور کچھ احکام کو پاؤں تلے روندتی تھیں۔

آیات ۴۳ تا ۴۵

عذاب سے بچنے کی راہ

فَاَقِمُ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ	پس اے نبی! سیدھا کر لیجئے اپنا رخ خالص دین کے
--	---

لیے	
اس سے پہلے کہ وہ دن آئے، ٹلنا نہیں ہے جس کا اللہ کی طرف سے	مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللّٰهِ
اُس روز وہ جدا جدا ہو جائیں گے۔	يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿۳۳﴾
جس نے کفر کیا تو اُسی پر ہے اُس کا کفر (یعنی وبال)	مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ
اور جس نے عمل کیا اچھا	وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا
تو وہ اپنے لیے ہی راہ سنوار رہے ہیں۔	فَلَا نَفْسِهِمْ يُهَدُونَ ﴿۳۴﴾
تاکہ بدلہ دے اللہ انہیں جو ایمان لائے	لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا
اور عمل کرتے رہے اچھے	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اپنے فضل میں سے	مِنْ فَضْلِهِ
بے شک وہ پسند نہیں کرتا کافروں کو۔	اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿۳۵﴾

یہ آیات ہدایت دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لیے ہمیں اپنا رخ کر لینا چاہیے خالص دین کی طرف۔ یعنی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ عنقریب روزِ حساب آنے والا ہے جب تمام انسان دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان دائمی عذاب سے دوچار ہوں گے اور اُس کے وفادار اور فرمانبردار، اُس کے فضل و کرم سے بہترین اجر و ثواب پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۶ تا ۴۷

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں

وَمِنْ آيَاتِهِ	اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے
اَنْ يُرْسِلَ الرِّیَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ	کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والیاں بنا کر
وَلِيُذِيقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهِ	اور تاکہ چکھائے تمہیں اپنی رحمت میں سے
وَلِتَجْرِیَ الْفُلُکَ بِأَمْرِهِ	اور تاکہ چلتی رہیں کشتیاں اُس کے حکم سے
وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ	اور تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل میں سے
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۶۶﴾	اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ	اور اے نبی! یقیناً ہم نے بھیجا آپ سے پہلے رسولوں کو اُن کی قوم کی طرف
فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ	پس وہ لائے اُن کے پاس واضح نشانیاں
فَأَنْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا	پھر ہم نے انتقام لیا اُن سے جنہوں نے جرائم کیے
وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۷﴾	اور تھا لازم ہم پر مومنوں کی مدد کرنا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی پانچ نعمتیں اور قدرتیں بیان کی گئی ہیں:

- i- بارش سے قبل ٹھنڈی ہواؤں کا خوشخبری لے کر آنا۔
- ii- بارش کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا برسنا۔
- iii- دریائوں اور سمندروں میں کشتیوں کا چلنا جن کے ذریعہ بڑے پیمانے پر تجارتی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔
- iv- لوگوں کی ہدایت کے لیے رسولوں کا بھیجنا۔
- v- سرکش قوموں کو ہلاک کر کے اہل ایمان کی مدد کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۸ تا ۵۳

بارش اور اُس کی برکات

اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں	اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ
تو وہ اُٹھلاتی ہیں بادل	فَتُثِيرُ سَحَابًا
پھر اللہ پھیلاتا ہے اُسے آسمان میں جیسے چاہتا ہے	فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ
اور وہ کر دیتا ہے اُسے ٹکڑے ٹکڑے	وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا
پس تم دیکھتے ہو بارش کو نکلتی ہے اُس کے درمیان سے	فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ
پھر جب وہ برساتا ہے اُسے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے	فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ
تو وہ یکدم خوش ہو جاتے ہیں۔	إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۴۸﴾
حالانکہ بے شک وہ اس سے پہلے کہ بارش برسائی جاتی اُن پر	وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ أَنْ يُنْزَلَ
اس سے پہلے یقیناً انتہائی ناامید تھے	عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهِ لَكُubُلُسِينَ ﴿۴۹﴾
سو دیکھو اللہ کی رحمت کے آثار	فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَرِ رَحْمَتِ اللَّهِ
کیسے وہ زندہ کرتا ہے زمین کو اُس کی موت کے بعد	كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحِي الْمَوْتِ	بے شک وہی یقیناً زندہ کرنے والا ہے مردوں کو
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۵۱﴾	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
وَلَيْنَ اَرْسَلْنَا رِيْحًا	اور یقیناً اگر ہم بھیج دیتے کوئی ہوا
فَرَاوْهُ مُصْفَرًّا	پھر وہ دیکھتے کھیتی کو زرد
لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۲﴾	تو ضرور کرنے لگتے اُس کے بعد ناشکری۔
فَاِنَّكَ لَا تُسَبِّحُ الْمَوْتِ	تو بے شک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو
وَلَا تُسَبِّحُ الصُّمَّ الدُّعَاءِ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۳﴾	اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو اپنی پکار جب وہ بھاگے جا رہے ہوں پیٹھ پھیر کر۔
وَمَا اَنْتَ بِهٰدِئِ الْعَيْنِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ	اور نہ ہی آپ راہ دکھانے والے ہیں اندھوں کو اُن کی گمراہی سے (نکالنے کے لیے)
اِنَّ تُسَبِّحُ اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيٰتِنَا	آپ نہیں سنا سکتے مگر اُن کو جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیات پر
فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۴﴾	پھر وہ فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بارش کی آمد سے قبل ہوائیں بھیجتا ہے جو ٹنوں وزنی بادلوں کو اٹھلاتی ہیں۔ پھر جس طرح چاہتا ہے ان بادلوں کو آسمان پر بکھیر دیتا ہے۔ اب بادلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اور اُن کے بچوں بچ سے بارش نازل فرماتا ہے۔ پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے یہ بارش برساتا ہے اور وہ خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں۔ بارش کے نزول سے قبل یہی لوگ بڑی مایوسی کا شکار تھے۔ اب بارش سے اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اُس میں طرح طرح کی نباتات اگاتا ہے۔ جس طرح اُس نے زمین کو زندہ کیا

وہ مردوں کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ لو کے تھیٹرے یا سخت ٹھنڈی ہوا بھیج کر کسی کی فصل کو جھلسادے تو وہ شکوے اور شکایات کرنے لگتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ جس اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت دی تھی اُسی نے واپس لے لی ہے۔ قدرتِ خداوندی کی اتنی واضح نشانیاں دیکھنے کے باوجود بعض بد نصیب ایسے ہیں جو حق قبول کرنے کو تیار نہیں۔ بلاشبہ ایسے بد نصیبوں کو زبردستی ہدایت نہیں دی جاسکتی۔

آیت ۵۴

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندے کی بے بسی

اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں کمزوری سے	اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ
پھر اُس نے بنائی کمزوری کے بعد قوت	ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً
پھر اُس نے بنائی قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا	ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً
وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے	يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ
اور وہی سب کچھ جاننے والا بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔	وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿۵۴﴾

انسان اپنی تخلیق پر غور کر کے اپنی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا احساس کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس صورت میں پیدا کیا کہ وہ بالکل لاچار، کمزور اور دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی رفتہ رفتہ اُسے قوت اور توانائی دیتا ہے۔ پھر وہی رفتہ رفتہ اُسے دوبارہ لاغر اور لاچار کر دیتا ہے۔ بلاشبہ انسان پورے کا پورا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے

اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی سے چلے

آیات ۵۵ تا ۵۷

روزِ قیامت مجرموں کی حسرت

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ	اور جس روز قائم ہوگی قیامت
يُقْسِمُ الْمَجْرُمُونَ	قسمیں کھائیں گے مجرم
مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ	ہم نہیں رہے (دنیا یا برزخ میں) سوائے ایک گھڑی کے
كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿٥٥﴾	اسی طرح سے وہ (دنیا میں) بہکائے جاتے تھے۔
وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ	اور کہیں گے وہ لوگ جنہیں دیا گیا تھا علم اور ایمان
لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ	یقیناً تم رہے ہو اللہ (کے حساب) کی کتاب میں دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک
فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ	سو یہ ہے دوبارہ اٹھائے جانے کا دن
وَلَكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٦﴾	اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔
فِيَوْمٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ	تو اُس روز فائدہ نہیں دے گا انہیں جنہوں نے ظلم کیا ہے اُن کا عذر
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٥٧﴾	اور نہ ہی انہیں توبہ کا موقع دیا جائے گا۔

روزِ قیامت مجرم بڑی حسرت سے کہیں گے کہ ہم دنیا یا برزخ میں صرف ایک گھڑی کا وقت گزار کر آئے ہیں۔ وہ سعادت مند لوگ جو ایمان اور علم کی دولت سے فیض یاب ہوئے، مجرمین سے کہیں گے نہیں بلکہ تم دنیا و برزخ میں دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک رہے۔ آج وہ دن آچکا ہے۔ البتہ گناہوں پر پشیمانی اور توبہ کا موقع صرف دنیا میں تھا۔ آج کے دن کی حسرت و ندامت بے فائدہ ہے۔

نہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے جرائم کا کوئی عذر پیش کر سکتے ہو اور نہ ہی اُس کی بارگاہ میں کوئی رحم کی اپیل داخل کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۸ تا ۶۰

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

وَلَقَدْ صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	اور یقیناً ہم نے بیان کی ہے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال
وَلَيْنِ جُنتُهُمْ بِآيَةٍ	اور اے نبی! اگر آپ لے آئیں اُن کے پاس کوئی نشانی
لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا	ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُونَ ﴿۵۸﴾	تم نہیں ہو مگر ناحق کرنے والے۔
كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۹﴾	اسی طرح سے اللہ مہر کر دیتا ہے اُن کے دلوں پر جو نہیں جانتے۔
فَاصْبِرْ	پس اے نبی! ڈٹے رہیے
اِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ	بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَلَا يَسْتَخْفِكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴿۶۰﴾	اور ہر گز نہ ہٹا پائیں آپ کو (راہِ حق سے) وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔

سورہ روم کی ان آخری آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ قرآن کریم میں لوگوں کی ہدایت کے لیے ہر مثال بیان کر دی گئی ہے۔ البتہ جب قرآن کریم کی یہ تعلیمات کفار کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو وہ انہیں خود ساختہ قرار دے کر جھٹلا دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان بد بختوں کو ہدایت سے محروم رکھنے کے لیے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ آخری آیت میں نبی اکرم ﷺ کو خوشخبری دی گئی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو گا اور حق کو غلبہ حاصل ہو گا۔ آپ ﷺ استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہیں اور ثابت کر دیں کہ کوئی دھمکی، کوئی تشدد کوئی لالچ اور کوئی مصالحت کی پیشکش آپ ﷺ کو سیدھی راہ سے نہیں ہٹا سکتی۔ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کا حق ادا کر دیا۔ اس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"اب اس بات کا ثبوت تاریخ کی بے لاگ شہادت دیتی ہے کہ نبی ﷺ دنیا پر ویسے ہی بھاری ثابت ہوئے جیسا اللہ اپنے آخری نبی ﷺ کو بھاری بھر کم دیکھنا چاہتا تھا۔ آپ ﷺ سے جس نے جس میدان میں بھی زور آزمائی کی، اُس نے اُسی میدان میں مات کھائی اور آخر اس شخصیتِ عظمیٰ ﷺ نے وہ انقلاب برپا کر کے دکھا دیا جسے روکنے کے لیے عرب کے کفر و شرک نے اپنی ساری طاقت صرف کر دی اور اپنے سارے حربے استعمال کر ڈالے۔"

سورۃ لُقْمَان

پُر از حکمت تعلیمات کا خزانہ

اس سورہ مبارکہ میں حکمت سے پُر، ایسی تعلیمات کا ذکر جمیل ہے جو انسانوں کے عقیدہ، عمل اور سیرت میں رُوح پرور انقلاب برپا کر دیتی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

قرآنِ حکیم کے حوالے سے دو طرزِ عمل	• آیات ۹ تا ۹
عظمتِ باری تعالیٰ	• آیات ۱۰ تا ۱۱
حضرت لقمان کی پُر حکمت نصیحت	• آیات ۱۲ تا ۱۹
اللہ تعالیٰ کے احسانات اور بندوں کے دو طرزِ عمل	• آیات ۲۰ تا ۲۴
عظمتِ باری تعالیٰ	• آیات ۲۵ تا ۳۰
مضامینِ عبرت و موعظت	• آیات ۳۱ تا ۳۳
عظمتِ باری تعالیٰ	• آیت ۳۴

آیات ۱ تا ۵

قرآنِ حکیم سے کن کو ہدایت ملتی ہے؟

الف۔ لام۔ میم	الْم ۱
یہ آیات ہیں حکمت بھری کتاب کی۔	تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۱
ہدایت اور رحمت ہیں نیکی کرنے والوں کے لیے۔	هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْحَسَنِينَ ۲
جو قائم کرتے ہیں نماز	الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ	اور دیتے ہیں زکوٰۃ
وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿۴﴾	اور وہ آخرت پر تو یقین رکھتے ہیں۔
أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ	یہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۵﴾	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ایک پُر حکمت کلام ہے۔ یہ اُن بندوں کے حق میں ہدایت و رحمت ہے جو نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کر کے دل سے دنیا کی محبت دور کرتے رہتے ہیں اور اپنے پورے طرزِ عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ انہیں آخرت میں جو ابدی کا پورا یقین ہے۔ بلاشبہ ایسے ہی لوگ نہ صرف ہدایت پر ہیں بلکہ روزِ قیامت سرخرو ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۹

قرآن حکیم کے حوالے سے دو طرزِ عمل

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ	اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو خریدتا ہے غافل کرنے والی بات
لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ	تاکہ وہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے بغیر کسی علم کے
وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا	اور بنائے اُسے مذاق
أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۶﴾	یہی لوگ ہیں جن کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔
وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا	اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اُسے ہماری آیات

وَلِي مُسْتَكْبِرًا	وہ رُخ پھیر لیتا ہے تکبر کرتے ہوئے
كَأَنَّ لَمْ يَسْمَعْهَا	گویا کہ اُس نے نہیں سنا انہیں
كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا	گویا کہ اُس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے
فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ⑥	سوائے نبی! خوشخبری دے دیجئے اُسے دردناک عذاب کی۔
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور عمل کرتے رہے اچھے
لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ⑧	اُن کے لیے نعمتوں والے باغات ہیں۔
خَالِدِينَ فِيهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن باغات میں
وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا	(یقیناً) اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑩	اور وہی زبردست ہے کمالِ حکمت والا۔

ان آیات میں قرآن حکیم کے حوالے سے انسانوں کے دو طرزِ عمل بیان کیے گئے:

۱۔ ایک طرزِ عمل قرآن حکیم سے دشمنی کا ہے۔ ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والے خود تو قرآن حکیم کے پڑھنے پڑھانے سے محروم ہیں ہی، وہ دوسروں کو بھی محروم کرنے کے لیے انہیں کھیل، تماشے، ڈرامے، گانے، موسیقی اور غافل کرنے والی دیگر سرگرمیوں میں ملوث کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔ جب بھی انہیں قرآن سے نصیحت کی جاتی ہے تو بڑے تکبر اور حقارت سے وعظ و نصیحت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اس طرزِ عمل کی سزا دکھ دینے والا رسوا کن عذاب ہے۔

ii۔ دوسرا طرز عمل اُن لوگوں کا ہے جو قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کے تمام احکام پر پورے جوش و جذبہ سے عمل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے لازوال نعمتوں والی جنت کا وعدہ کیا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقینی اور پورا ہو کر رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس وعدہ کا مصداق بنادے۔ آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۱

تخلیق باری تعالیٰ کے شاہکار

اللہ نے بنایا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے جیسا کہ تم دیکھتے ہو انہیں	خَاقِ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا
اور اُس نے ڈال دیے زمین میں بوجھ (یعنی پہاڑ) کہ وہ ہلاتی نہ رہے تمہیں	وَالْتَقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَواسِي أَن تُبِيدَ بِكُمْ
اور پھیلا دیے اُس میں ہر قسم کے جاندار	وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ
اور ہم نے نازل کیا آسمان سے پانی	وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
اور ہم نے اگائیں زمین میں ہر طرح کی عمدہ چیزیں۔	فَانْبَثْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۝۱۰
یہ ہے اللہ کی تخلیق	هَذَا خَلْقُ اللَّهِ
تو مجھے دکھاؤ کیا بنایا ہے اُنہوں نے جو اللہ کے سوا ہیں	فَارْؤُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ
بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔	بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝۱۱

اللہ تعالیٰ ہی وہ عظیم خالق و مصور ہے جس نے:

i۔ اونچے اونچے آسمان بغیر ستونوں کے بنائے۔

ii- بھاری بھاری پہاڑ زمین میں نصب کر دیے تاکہ وہ توازن میں رہے۔

iii- طرح طرح کی مخلوقات زمین میں پھیلا دیں۔

iv- بار بار آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرماتا رہتا ہے۔

v- کیسی کیسی حسین اور رنگارنگ نباتات زمین میں اگاتا رہتا ہے۔

یہ سب معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔ کیا مشرکین کے خود ساختہ معبودوں نے بھی کچھ بنایا ہے؟ بلاشبہ مشرکین بڑے ہی ناانصاف اور واضح گمراہی میں ہیں۔

آیت ۱۲

حضرت لقمان کا تعارف

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ	اور یقیناً ہم نے دی لقمان کو دانائی
أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ	کہ کرو شکر اللہ کا
وَمَنْ يَشْكُرْ	اور جو کوئی شکر کرتا ہے
فَأِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ	تو بے شک وہ تو شکر کرتا ہے اپنے ہی لیے
وَمَنْ كَفَرَ	اور جس نے ناشکری کی
فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۱۲﴾	تو بے شک اللہ بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

حضرت لقمان ایک حکیم و دانایانسان تھے۔ اہل عرب اُن کے اقوال کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور اپنے کلام میں بطور سند پیش کرتے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اُن کی اپنے بیٹے کے حوالے سے نصیحت، اتمامِ حجت کے لئے اہل عرب کے سامنے بیان کر دی کہ دیکھو

حضرت لقمان کی تعلیمات بھی وہی تھیں جو آج حضرت محمد ﷺ پیش فرما رہے ہیں۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو تلقین کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ انہیں حکمت کی صورت میں بہت بڑی دولت دی گئی ہے:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرہ: ۲۶۹)

"اور جسے عطا کی گئی حکمت تو یقیناً اسے دے دی گئی بہت بڑی بھلائی۔"

حکیم انسان اس حقیقت کو جان لیتا ہے کہ اس کائنات کا خالق اور محسن حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا وہ اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ شکر ادا کرنے سے انسان پر اللہ تعالیٰ کی عنایات میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے :

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم: ۷)

"اور جب آگاہ کر دیا تمہارے رب نے اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور اور ہی زیادہ دوں گا تمہیں اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت ہی سخت ہے۔"

گویا شکر کرنا انسان ہی کے لیے باعث خیر و برکت ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی شان یا قدرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اس کی شان بہت اونچی اور اس کی قدرت بہت زبردست ہے۔ وہ کسی کے شکر کرنے یا حمد و ثنا کرنے کا محتاج نہیں ہے۔

آیت ۱۳

حضرت لقمان کی اہم ترین نصیحت

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ	اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے
وَهُوَ يَعِظُهُ	اور وہ نصیحت کر رہے تھے اسے
يَبْنَىٰ لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ	اے میرے بیٹے! کسی کو شریک نہ کرو اللہ کے ساتھ
إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ①	بے شک شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرنا۔ نہ کوئی اس قابل ہے کہ اُسے اونچا کر کے اللہ کے برابر کر دیا جائے اور نہ ہی اللہ میں ایسی کوئی کمی ہے کہ اُسے نیچے کر کے مخلوق کے برابر قرار دیا جائے۔ بلاشبہ سب سے بڑا ظلم اور ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اُس کی مخلوقات میں سے کسی کو برابر کر دیا جائے۔ مشرک شرک کر کے نہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے بلکہ اپنی جیسی مخلوق کی بندگی کر کے خود کو دنیا میں ذلیل اور آخرت میں عذاب کا مستحق بنا کر اپنے ساتھ بھی ظلم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ظلم سے محفوظ فرمائے۔ آمین! اگلی آیت میں بیان ہوا کہ مشرکین مکہ اپنی اولادوں کو شرک کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ اس آیت میں اُن ظالموں کو سنایا جا رہا ہے کہ تمہاری سر زمین کے مشہور حکیم نے تو اپنے بیٹے کی خیر خواہی کا حق یوں ادا کیا تھا کہ اُسے شرک سے پرہیز کرنے کی نصیحت کی۔ تمہارا اپنی اولاد کو شرک پر مجبور کرنا اُن کے ساتھ بدخواہی ہے یا خیر خواہی؟

آیات ۱۵ تا ۱۴

والدین کے بارے حکیمانہ وصیت

اور ہم نے وصیت کی انسان کو اُس کے والدین کے بارے میں	وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
اٹھایا اُسے اُس کی ماں نے	حَمَلَتْهُ أُمُّهُ
کمزوری پر کمزوری کی حالت میں	وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ
اور چھڑانا ہے دودھ اُس کا دو سالوں میں	وَفَضْلُهُ فِي عَمَيْنٍ
کہ کرو شکر میرا	إِنِ اشْكُرْ لِي
اور اپنے والدین کا	وَلِوَالِدَيْكَ

۱۳ اِلَى الْبَصِيرِ	میری طرف ہی لوٹنا ہے۔
وَ اِنْ جَاهَدَكَ	اور اگر وہ دونوں مجبور کریں تمہیں
عَلَى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ	اِس پر کہ تم شریک کرو کسی کو میرے ساتھ
مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ	نہیں ہے تمہارے پاس جس کے لیے کوئی علم
فَلَا تُطْعَمَهَا	تو مت کہنا مانو اُن کا
وَصَاحِبُهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا	اور ساتھ دو اُن کا دنیا میں بھلے طریقے سے
وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ	اور پیروی کرو اُس کے راستے کی جس نے رُخ کیا میری طرف
ثُمَّ اِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ	پھر میری طرف ہی لوٹنا ہے تم سب کو
فَاَنْبِئْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۵	تو میں بتا دوں گا تمہیں وہ جو تم کیا کرتے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔ خاص طور پر ماں کی عظمت سے آگاہ کیا جو بڑی تکلیف برداشت کر کے بچہ کا حمل اٹھاتی ہے، اُسے جنم دیتی ہے اور دو سال تک دودھ پلانے کی مشقت سے گزرتی ہے۔ البتہ اگر والدین انسان کو شرک کا حکم دیں تو اُن کی بات نہیں ماننی چاہیے۔ شریعت کا اصول ہے:

لَا طَاعَةَ لِمُخْلِقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (ابوداؤد)

"اطاعت نہیں کی جائے گی مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں"۔ البتہ دنیا میں والدین کے ساتھ حسن سلوک برقرار رکھنا ہے۔ آخرت میں ہر انسان اور اُس کے والدین اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ وہاں فیصلہ کر دیا جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون گمراہ؟

آیت ۱۶

اعمال کا نتیجہ ظاہر ہو کر رہے گا

یٰبُنَّی	اے میرے بیٹے!
إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ	اگر ہو کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر
فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ	پھر وہ ہو کسی چٹان میں
أَوْ فِي السَّمَاءِ	یا آسمانوں میں
أَوْ فِي الْأَرْضِ	یا زمین میں
يَأْتِ بِهَا اللَّهُ	لے آئے گا اُسے اللہ
إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿۱۶﴾	بے شک اللہ بہت باریک بین خوب باخبر ہے۔

اس آیت میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو خبردار کر رہے ہیں کہ اعمال کا نتیجہ ظاہر ہو کر رہے گا۔ یہ آخرت میں اعمال کا حساب کتاب ہونے اور اُن کا بدلہ دیے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ دنیا میں اعمال کا بدلہ نہیں دیا جاتا۔ نیکی کی جزا اور برائی کی سزا حقیقی مناسبت سے نہ یہاں ملتی ہے اور نہ مل سکتی ہے۔ البتہ ضمیر کا نیکی پر شاباش دینا اور برائی پر خلش پیدا کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اعمال انسانی کا بدلہ مل کر رہے گا۔ نیکی اور بدی کے حوالے سے مختلف احساسات مکافاتِ عمل کی دلیل ہیں

از مکافاتِ عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو ز جو

ضمیر کی خلش اگر با مقصد ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ ایک دن ایسا ہو جس میں نیک لوگوں کو اُن کی نیکیوں کے تناسب سے بھرپور انعام اور ظالموں کو اُن کی برائیوں کی مناسبت سے بھرپور سزا ملے۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

حضرت لقمان کی حکیمانہ نصیحتیں

یٰبُنَّی	اے میرے بیٹے!
أَقِمِ الصَّلَاةَ	قائم کرو نماز
وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ	اور حکم دو نیکی کا
وَأَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور روکو برائی سے
وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ	اور صبر کرو اُس پر جو تمہیں پہنچے
إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿۱۷﴾	بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ	اور نہ پھلاؤ اپنا گال لوگوں کے لیے
وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا	اور نہ چلو زمین میں اتراتے ہوئے
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿۱۸﴾	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا کسی اترانے والے اور بڑائی کرنے والے کو۔
وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ	اور میانہ روی رکھو اپنی چال میں
وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ	اور پست رکھو اپنی آواز
إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ	بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز
لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿۱۹﴾	یقیناً گدھے کی آواز ہے۔

ان آیات میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کے لیے چند حکیمانہ نصیحتوں کا ذکر ہے:

i۔ نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھو۔

ii۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ برائی سے روکنے پر لوگوں کی طرف سے جو ردِ عمل سامنے آئے اُس کو برداشت کر کے حق کی تبلیغ جاری رکھو۔ جان لو کہ ایسی استقامت بڑی ہمت کی بات ہے۔

iii۔ تکبر نہ کرو یعنی لوگوں کے سامنے اپنی بڑائی کا اظہار نہ کرو۔ ایسا بھی نہ ہو کہ تم انہیں حقیر سمجھ کر اُن کے سامنے گال پھلائے رکھو اور اُن سے سیدھے منہ بات ہی نہ کرو۔ پھر انسان کی چال تکبر کے اظہار کی ایک علامت ہوتی ہے۔ لہذا کبھی بھی زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔

iv۔ میانہ روی اختیار کرو ظاہری چال میں اور پوری زندگی کی روش میں۔ ظاہری اعتبار سے نہ اکڑ کر چلنا درست ہے اور نہ ہی اپنے زہد اور تقویٰ کے اظہار کے لیے مریضوں کی طرح جھک کر چلنا مناسب ہے۔ اسی طرح زندگی کے جملہ فکری و عملی معاملات میں بھی انتہا پسندی سے بچنے کی کوشش کرو۔

v۔ اپنی آواز کو پست رکھو اور دلیل کے مقابلہ میں بلند آواز کے ذریعہ لوگوں پر غالب آنے کی کوشش نہ کرو۔

آیات ۲۰ تا ۲۲

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور بندوں کے دو کردار

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگا دیا تمہارے لیے وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور وہ سب کچھ جو زمین میں ہے	اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
اور پوری کر دیں ہیں تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی	وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعْمَهُ ظَٰهِرَةً وَبَاطِنَةً
اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ

وَلَا هُدًى	کے بارے میں بغیر کسی علم کے
وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ①	اور بغیر کسی ہدایت کے
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ	اور جب بھی اُن سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اُس کی جو نازل فرمایا ہے اللہ نے
قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءُنَا	تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اُس کی جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو
أَوْ لَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ ②	اور کیا اگرچہ شیطان اُن کو بلارہا ہو بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف؟
وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ	اور جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لیے
وَهُوَ مُحْسِنٌ	اور وہ نیک بھی ہے
فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ	تو یقیناً اُس نے تھام لیا ایک مضبوط سہارا
وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ③	اور اللہ ہی کی طرف ہے تمام معاملات کا انجام۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر شے انسانوں کی خدمت میں لگا دی ہیں۔ اُس نے انسانوں پر مادی عنایات بھی کی ہیں اور باطنی نعمتوں کے ذریعہ اُن کے دلوں کی تسکین کا سامان بھی کیا ہے۔ البتہ انسانوں کی طرف سے دو کردار سامنے آرہے ہیں:

i۔ پہلا کردار اُن بد نصیبوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ اُس کے کلام کی پیروی کے بجائے آباء و اجداد کے عقیدے اور رسومات کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دراصل شیطانِ مردود دکھتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف لے جا رہا ہے۔

ii۔ دوسرا کردار اُن نیک بندوں کا ہے جو اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد اور اپنا سر تسلیم اُس کے احکامات کے سامنے خم کر چکے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نیکیوں پر کاربند ہیں۔ ایسے لوگ عنقریب لازوال نعمتوں سے فیضیاب ہوں گے۔

آیات ۲۳ تا ۲۴

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اور اے نبی! جس نے کفر کیا تو غمگین نہ کرے آپ کو اُس کا کفر	وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنُكَ كُفْرُهُ
ہماری طرف ہی اُن کا لوٹنا ہے	إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
پھر ہم بتادیں گے انہیں جو کچھ انہوں نے کیا	فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا
بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔	إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۳
ہم سامانِ عیش دے رہے ہیں انہیں تھوڑا سا	نُتَبِّعُهُمْ قَلِيلًا
پھر ہم کھیر کر لے آئیں گے انہیں ایک سخت عذاب کی طرف۔	ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝۲۴

نبی اکرم ﷺ کو ان آیات میں تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ کی دعوت کا انکار کر کے کوئی شخص آپ ﷺ کا یا اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ رہا بلکہ اپنا ہی نقصان کر رہا ہے۔ آپ ﷺ کو اس معاملہ میں غمزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنا

دعوت کا کام کرتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سرکشوں کے ایک ایک عمل اور سینوں میں پوشیدہ نیتوں اور عزائم سے بھی واقف ہے۔ وہ انہیں چند روزہ مہلت دے رہا ہے۔ آخر کار انہیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے اور پھر وہ اُس کی پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

عظمت باری تعالیٰ

وَلَيْنِ سَأَلْتَهُمْ	اور اے نبی! اگر آپ اُن سے پوچھیں
مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	کس نے بنایا ہے آسمانوں اور زمین کو
لَيَقُولَنَّ اللَّهُ	تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے
قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ	فرمائیے کل شکر اللہ کے لیے ہے
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾	لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔
لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾	بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔
وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ	اور اگر واقعی ایسا ہو کہ زمین میں جو بھی درخت ہیں قلمیں ہوں
وَالْبَحْرِ يَبْدُءُ	اور سمندر اُس کی سیاہی ہو
مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ	جس کے بعد سات سمندر اور ہوں
مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ	تو بھی ختم نہ ہوں گے اللہ کے فرمان

بے شک اللہ زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔	إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۷﴾
نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا	مَا خَلَقَكُمْ
اور نہ ہے تمہارا دوبارہ زندہ کرنا	وَلَا بَعَثَكُمْ
مگر ایک جان کی طرح	إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ
بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿۲۸﴾

ان آیات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بلند شان کے حسبِ ذیل مظاہر بیان کیے گئے ہیں:

- i- اللہ تعالیٰ ہی تمام آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور اُن دونوں میں اُس کی حمد و ثناء مسلسل جاری ہے۔
- ii- کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ ہر شے اُس کی محتاج ہے لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔ تمام تعریفیں اُسی کے لیے ہیں۔

iii- زمین کے تمام درخت اگر قلم بنادیئے جائیں اور زمین پر موجود سمندروں جیسے سات سمندر سیاہی بنا دیئے جائیں تو یہ قلم گھس جائیں گے اور سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات کا بیان مکمل نہ ہوگا۔ اللہ کی ہر مخلوق پہلی بار اُس کے کلمہ کن سے وجود میں آتی ہے۔ مخلوقات مسلسل دریافت ہو رہی ہیں لہذا ممکن نہیں کہ ان کلمات کو شمار کیا جاسکے یا ضبطِ تحریر میں لایا جاسکے، بقول اقبال

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید

کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

- iv- تمام انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر روزِ قیامت دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا ہی ہے جیسے کسی ایک انسان کو پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ ہی چلا رہا ہے

یہ آیت واضح کر رہی ہیں کہ کائنات کے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلوں ہی سے انجام پا رہے ہیں۔ رات اور دن کے بدلنے کا نظام اُسی کے حکم سے جاری ہے۔ اُسی نے سورج اور چاند کی گردش کے لیے ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے اور یہ گردش ایک طے شدہ مدت تک تسلسل سے جاری رہے گی۔ کائنات کے اتنے بڑے نظام کی نگرانی کرنے والا تمام انسانوں کے اعمال سے بھی پوری طرح باخبر ہے۔ بلاشبہ کائنات کا اصل حق صرف اور صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی ہے۔ اُس کے سوا دیگر معبود لاچار، بے بس، من گھڑت اور باطل ہیں۔	اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوَلِّجُ اِلَيْكَ فِي النَّهَارِ وَاُیُوَلِّجُ النَّهَارِ فِي الْاَيْلِ
اور اُس نے کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو	وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
ہر ایک حرکت کر رہا ہے ایک مقررہ وقت کے لیے	كُلٌّ یَّجْرِیْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی
اور بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔	وَ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۹
یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی اصل حق ہے	ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ
اور بلاشبہ جسے بھی وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ باطل ہے	وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الْبَاطِلُ
اور بے شک اللہ ہی بہت بلند و بالاسب سے بڑا ہے۔	وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝۲۰

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ کائنات کے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلوں ہی سے انجام پا رہے ہیں۔ رات اور دن کے بدلنے کا نظام اُسی کے حکم سے جاری ہے۔ اُسی نے سورج اور چاند کی گردش کے لیے ایک ضابطہ مقرر کر دیا ہے اور یہ گردش ایک طے شدہ مدت تک تسلسل سے جاری رہے گی۔ کائنات کے اتنے بڑے نظام کی نگرانی کرنے والا تمام انسانوں کے اعمال سے بھی پوری طرح باخبر ہے۔ بلاشبہ کائنات کا اصل حق صرف اور صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی ہے۔ اُس کے سوا دیگر معبود لاچار، بے بس، من گھڑت اور باطل ہیں۔

آیات ۳۱ تا ۳۲

اللہ تعالیٰ کا احسان اور بندوں کی ناشکری

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ	کیا تم نہیں دیکھتے کہ کشتیاں چلتی ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت سے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۳۱	تاکہ وہ دکھائے تمہیں اپنی نشانیوں میں سے
وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلُمِ	بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صبر کرنے والا، بڑا شکر گزار ہے۔
دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ	اور جب ڈھانپ لیتی ہے انہیں کوئی موج سائبان کی طرح
فَلَمَّا نَجَّيْهُمْ اِلَى الْبَرِّ	تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو خالص کرتے ہوئے اُس کے لیے اپنا دین
فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ	پھر جب اللہ نجات دے دیتا ہے انہیں خشکی کی طرف
وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَا اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝۳۲	تو اُن میں سے کچھ ہی میانہ روی اختیار کرنے والے ہوتے ہیں
	اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتا مگر وہ جو بہت بے وفاء، بے حد ناشکر ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی ہے جو سمندروں میں کشتیوں کو بحفاظت چلاتا ہے تاکہ انسان اپنی تجارتی و دیگر سرگرمیاں انجام دے سکیں۔ پھر جب کبھی کسی طوفان کے آنے کی صورت میں کشتی ڈولتی ہے تو بندے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ البتہ

جب وہ انہیں حفاظت کے ساتھ خشکی پر لے آتا ہے تو سوائے چند کے اکثر اُسے خود ساختہ معبودوں کا احسان قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بلاشبہ پر لے درجے کے احسان فراموش اور ناشکرے ہیں۔

آیت ۳۳

ڈرو اُس دن سے جب کوئی کسی کے کام نہ آئے گا

یَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ	اے لوگو! بچو اپنے رب کی نافرمانی سے
وَاحْشُوا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ	اور ڈرو اُس دن سے کہ کام نہ آئے گا باپ اپنے بیٹے کے
وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَا زٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا	اور نہ بیٹا ہی کام آنے والا ہو گا اپنے والد کے کچھ بھی
إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ	بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے
فَلَا تَغُرَّكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا	تو ہر گز نہ ڈالے دھوکہ میں تمہیں دنیا کی زندگی
وَلَا يَغُرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ﴿٣٣﴾	اور ہر گز نہ ڈالے دھوکہ میں تمہیں اللہ کے بارے میں بہت بڑا دھوکے باز۔

اس آیت میں بڑے جلالی اسلوب میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے اور آخرت کے دن ہونے والے حساب کتاب کے احساس سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک ایسا دن جس میں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ باپ بیٹے کے کام نہ آئے گا اور نہ ہی بیٹا باپ کو بچا سکے گا۔ اس دن کا آنا یقینی ہے لہذا ہر انسان کو چوکنا رہنا چاہیے کہ کہیں دنیا کی زندگی اور یہاں کی سہولیات و آسائشوں کا حصول اُسے غافل نہ کر دے۔ پھر یوں نہ ہو کہ شیطان اُسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سہارا دے کر گناہوں پر آمادہ کیے رکھے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اُس کی پکڑ بھی بہت سخت ہے:

نَبِيِّ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۝ (الحجر: ۵۰، ۴۹)

"اے نبی ﷺ! بتادیجئے میرے بندوں کو کہ میں ہی بہت بخشش والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہوں اور بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے حملوں سے محفوظ فرمائے اور اپنی رحمت کی امید کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب سے ڈرتے رہنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۴

پانچ باتوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

بے شک اللہ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم	إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ
اور وہ نازل فرماتا ہے بارش	وَيُنْزِلُ الْغَيْثَ
اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے	وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ
اور کوئی فرد نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا	وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا
اور کوئی فرد نہیں جانتا کہ وہ کون سی زمین میں مرے گا	وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ
بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب باخبر ہے۔	إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ پانچ باتوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے:

i- قیامت کب واقع ہوگی؟

ii- بارش کب، کہاں اور کتنی نازل ہوگی۔ کس کے لیے فائدہ مند اور کس کے لیے نقصان دہ ہوگی۔

iii- ماں کے رحم میں کیا ہے یعنی لڑکا یا لڑکی، نیک یا بد، ذہین یا کند ذہن وغیرہ۔

iv- کوئی انسان آنے والے روز کیا سرگرمیاں انجام دے گا؟

۷۔ کسی انسان کی موت کس جگہ واقع ہوگی؟

سورہ سجدہ

وہ سورہ مبارکہ جس سے نبی اکرم ﷺ کو خاص شغف تھا

سنن دارمی میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ (الْم تَنْزِيلُ) السَّجْدَةَ وَ (تَبَارَكَ)

"نبی اکرم ﷺ رات کو نہیں سوتے تھے جب تک سورہ سجدہ اور سورہ ملک کی تلاوت نہ کر لیں۔"

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۳ تا ۳۱ عظمت قرآن
- آیات ۹ تا ۳۲ عظمت باری تعالیٰ
- آیات ۱۰ تا ۱۴ مجرموں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۵ تا ۱۷ مومنوں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۸ تا ۲۰ مومن اور فاسق برابر نہیں ہیں
- آیات ۲۱ تا ۲۲ قوموں پر عذاب
- آیات ۲۳ تا ۲۵ تورات اور حاملین تورات کی تحسین
- آیات ۲۶ تا ۳۰ مضامین عبرت و موعظت

آیات ۱ تا ۳

عظمت قرآن حکیم

الم ﴿۱﴾	الف۔ لام۔ میم۔
تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۲﴾	اس کتاب کا اتارا جانا، اس میں کوئی شک نہیں کہ، تمام

جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔	
کیا وہ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے خود سے بنالیا ہے اسے	أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ
بلکہ وہ حق ہے اے نبیؐ! آپ کے رب کی طرف سے	بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ
تاکہ آپ خبردار کریں اُس قوم کو	لِتُنذِرَ قَوْمًا
نہیں آیا جن کے پاس کوئی خبردار کرنے والا آپ سے پہلے	مَا أَنَّهُمْ مِنْ نَّذِيرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
تاکہ وہ ہدایت پائیں۔	لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۲۱﴾

ان آیات میں اعلان کیا گیا کہ بلاشبہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے۔ اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ بنفس نفیس اُن اہل عرب کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچادیں جن کے پاس سیدنا اسماعیلؑ کے بعد ڈھائی ہزار برس سے کوئی رسول نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ وہ اس قرآن کی تعلیمات پر ایمان لا کر سیدھی راہ کی ہدایت حاصل کریں۔

آیات ۶ تا ۴

عظمت باری تعالیٰ

اللہ وہ ہے جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو	اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
اور اُسے جو ان دونوں کے درمیان ہے	وَمَا بَيْنَهُمَا
چھ دنوں میں	فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
پھر قائم ہوا عرش پر	ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ

مَا لَكُمْ مِّنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ	نہیں ہے تمہارے لیے اُس کے سوا کوئی دوست اور نہ ہی کوئی سفارش کرنے والا
أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝۲	تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟
يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ	وہ تدبیر فرماتا ہے معاملہ کی آسمان سے زمین کی طرف
ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ	پھر وہ (معاملہ) اوپر جاتا ہے اُس کی طرف ایک ایسے دن میں
كَانَ مِقْدَارُهَا أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝۵	جس کی مقدار ہزار سال ہے، اُس (حساب) سے جو تم شمار کرتے ہو۔
ذَٰلِكَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	وہی جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۶	زبردست ہے، ہمیشہ رحم کرنے والا۔

یہ آیات عظمت باری تعالیٰ کے درج ذیل گوشے بیان کر رہی ہیں:

i- اللہ تعالیٰ نے چھ مراحل میں تمام آسمان، زمین اور ان کے درمیان کی کائنات تخلیق فرمائی۔

ii- کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ ہی چلا رہا ہے۔

iii- انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار اور مشکل کشا نہیں۔

iv- زمین پر انجام پانے والے تمام امور کی منصوبہ بندی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔

v- اللہ تعالیٰ کا ایک دن انسانوں کے دنوں کے اعتبار سے ہزار برس کا ہے۔

آیات ۷ تا ۹

عظمت انسان

اُس نے خوب بنائی ہر چیز جو بھی بنائی	اَلَّذِي اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ
اور ابتدا کی انسان کی تخلیق کی گارے سے۔	وَبَدَا خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝
پھر بنائی اُس کی نسل حقیر پانی کے خلاصے سے۔	ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝
پھر درست کیا اُسے	ثُمَّ سَوَّاهُ
اور پھونکی اُس میں اپنی روح	وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهِ
اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل	وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ
بہت ہی کم شکر تم ادا کرتے ہو۔	قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

یہ آیات انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ عظمت بیان کر رہی ہیں۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو بہت عمدہ بنایا لیکن انسان کو تو خاص طور پر بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ اُس کی تخلیق کی ابتداء گارے سے کی اور پھر نطفہ سے اُس کی نسل کو جاری رکھا۔ اُس کے خاکی وجود میں اپنی روح ڈال کر اُسے عظمت سے مالا مال کر دیا۔ بقول اقبال

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں

غافل تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

پھر ہر انسان کو سمجھ، بوجھ اور عقل دی تاکہ وہ اپنے حوالے سے نفع و نقصان اور خیر و شر کا فیصلہ کر سکے۔ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے غافل ہے۔ روح اور اُس کے تقاضوں کو فراموش کر کے محض حیوانی سطح کی زندگی گزار رہی ہے۔ سمجھ، بوجھ اور عقل کو حق کی معرفت حاصل کرنے کے لیے استعمال نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی اور ایسی ناشکری سے محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۰ تا ۱۱

طنزیہ اعتراض... غضبناک جواب

وَقَالُوا ءِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ	اور کہا کافروں نے جب ہم رل مل جائیں گے زمین میں
ءِإِنَّا لَنَعْلَىٰ خَلْقٍ جَدِيدٍ	کیا بے شک ہم پیدا کیے جائیں گے نئی تخلیق میں
بَلْ هُمْ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ﴿۱۰﴾	بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات سے انکاری ہیں۔
قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ	اے نبی! فرمائیے وفات دے گا تمہیں موت کا فرشتہ جو مقرر کر دیا گیا ہے تم پر
ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿۱۱﴾	پھر اپنے رب کی طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔

کفار اعتراض کرتے تھے کہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہم مرنے کے بعد مٹی میں گل سڑ جائیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جاسکے۔ جواب دیا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اپنے سیاہ اعمال کا جواب دینا نہیں چاہتے۔ انہیں پسند ہو یا نہ ہو، حقیقت یہ ہے کہ موت کے فرشتے کو حکم دے دیا گیا ہے کہ وہ کب کس کو موت سے دوچار کرے گا۔ پھر کوئی چاہے یا نہ چاہے اُسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

مجرموں کا روز قیامت برا انجام

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ	اور کاش! تم دیکھو جب مجرم لوگ جھکائے ہوں گے اپنے سر اپنے رب کے پاس
---	--

اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا	رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا
پس واپس بھیج دے ہمیں	فَارْجِعْنَا
ہم عمل کریں گے اچھا	نَعْمَلْ صَالِحًا
بے شک اب ہم یقین کرنے والے ہیں۔	إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿۱۲﴾
اور اگر ہم چاہتے تو یقیناً دے دیتے ہر جان کو اُس کی ہدایت	وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًىٰ
اور لیکن حق ثابت ہوئی وہ بات میری طرف سے	وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي
میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے۔	لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳﴾
پس چکھو اس لیے کہ تم نے بھلا دیا تھا اس دن کی ملاقات کو	فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا
بے شک ہم نے نظر انداز کر دیا ہے تمہیں	إِنَّا نَسِينَكُمُ
اور چکھو ہمیشگی کے عذاب کا مزہ	وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ
اُس کی وجہ سے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔	بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۴﴾

روزِ قیامت مجرم اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا کر گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ فریاد کریں گے کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج کر اپنی اصلاح کا ایک موقع دے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائے گا کہ اب تو اصل حقائق تم نے دیکھ ہی لیے ہیں۔ اس کے بعد تو ہر شخص ایمان لے آئے گا۔ اصل ایمان تو دنیا میں رہتے ہوئے غیب کے ساتھ یعنی بن دیکھے مطلوب تھا۔ اب واپسی

کی کوئی راہ نہیں۔ دنیا میں تم نے آج کے دن کے حساب کتاب کی تیاری سے غفلت برتی۔ اب اس غفلت کے نتیجے اور اپنے سیاہ اعمال کے بدلے میں ہمیشہ ہمیش کے عذاب کا مزہ چکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

مومنوں کا طرزِ عمل اور حسین انجام

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا	بے شک ایمان لاتے ہیں ہماری آیات پر
اَلَّذِينَ اِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا	وہی لوگ کہ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے اُن کے ساتھ تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے
وَسَبِّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ	اور تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۵﴾	اور وہ تکبر نہیں کرتے۔
تَتَجَاوَى جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ	جدا رہتے ہیں اُن کے پہلو بستروں سے
يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا	وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے
وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۱۶﴾	اور اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے انہیں خرچ کرتے ہیں۔
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ اَعْيُنٍ	پس نہیں جانتا کوئی شخص کہ کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے
جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾	بدلہ ہے اُس عمل کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

یہ آیات مومنوں کے پاکیزہ کردار کا نقش واضح کر رہی ہیں:

i- جب اُنہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے تو وہ فوراً سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

ii- وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کا مسلسل اہتمام کرتے ہیں۔

iii- وہ ہر قسم کے تکبر اور بڑائی سے اجتناب کرتے ہیں۔

iv- وہ راتوں کو اٹھ کر بارگاہِ الہی میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خوف اور اُس سے امید کے احساسات کے ساتھ گڑ گڑاتے ہوئے دعائیں کرتے ہیں۔

v- اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق میں سے اُس کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کے بدلہ میں ایسی نعمتیں عطا فرمائے گا جس کا اِس دنیا میں تصور ممکن ہی نہیں۔ حدیثِ قدسی ہے:

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَعَدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا أَعْيُنٌ رَأَتْ وَلَا أَذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَأُوا إِنَّ شِئْنَكُمْ فَلَا تَعْلَمُ

نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةٍ أَعْيُنٍ (بخاری، مسلم)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھی ہیں وہ نعمتیں اپنے نیک بندوں کے لیے، نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اُنہیں اور نہ کسی کان

نے سنا ہے ذکر اُن کا اور نہ ہی گزرا ہے خیال اُن کا کسی دل پر اور پڑھ لیا اگر تم چاہو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةٍ أَعْيُنٍ...

پس نہیں جانتا کوئی شخص کہ کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے (سورہ سجدہ آیت ۱۷)!"

آیات ۱۸ تا ۲۰

مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے

تو کیا وہ شخص جو مومن	أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا
اُس کی طرح ہے جو نافرمان؟	كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا
نہیں برابر ہو سکتے۔	لَا يَسْتَوُونَ ﴿۱۸﴾

وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا	جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	اور کرتے رہے اچھے عمل
فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْبَاوَى	تو اُن کے لیے ہیں رہنے والے باغات
نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾	ضیافت ہے اُس کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے۔
وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا	اور وہ لوگ جنہوں نے نافرمانی کی
فَبَأْوَاهُمُ النَّارُ	تو اُن کا ٹھکانا آگ ہے
كُلَّمَا أَرَادُوا	جب بھی وہ ارادہ کریں گے
أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا	کہ نکل جائیں اُس میں سے
أُعِيدُوا فِيهَا	وہ دوبارہ ڈال دیے جائیں گے اُس میں
وَقِيلَ لَهُمْ	اور کہا جائے گا اُن سے
ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۲۰﴾	چکھو آگ کا وہ عذاب جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور نافرمان بندے برابر نہیں ہو سکتے۔ شیطان یہ دھوکہ دیتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ بہت غفور و رحیم ہے لہذا وہ سب ہی کو بخش دے گا۔ گویا اُس کے احکامات پر عمل کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔ نہیں! جو لوگ ایمان لا کر نیک اعمال کریں گے اُن کا ٹھکانہ ہمیشہ ہمیش کی جنت ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو توڑتے ہیں، اُن کا ٹھکانہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ وہ جب بھی آگ سے نکلنے کی کوشش کریں گے دوبارہ اُس میں دھکیل دیے جائیں گے۔ اُنہیں کہا جائے گا کہ آگ کے اُس عذاب کا مزہ لیتے رہو جسے تم جھٹلاتے رہے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ (اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے)۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۲

بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب آتے ہیں

اور ہم ضرور چکھاتے رہیں گے انہیں نزدیک والے عذاب میں سے	وَلَنذِيقَهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْآدِنِ
بڑے عذاب سے پہلے	دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ
تاکہ وہ پلٹ آئیں (نافرمانی سے)۔	لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۲۱﴾
اور کون زیادہ ظالم ہوگا اُس سے جسے نصیحت کی جائے اُس کے رب کی آیات کے ذریعہ	وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ
پھر وہ رُخ پھیر لے اُن سے	ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا
بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔	إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿۲۲﴾

ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نافرمان قوموں پر آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے دنیا میں چھوٹے چھوٹے عذاب بھیجتا ہے۔ حکمت یہ ہوتی ہے کہ شاید لوگ چھوٹے عذاب سے لرز جائیں۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں اور توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں۔ گویا دنیا میں یہ عذاب دینا افراد کی اصلاح، معاشرے کو جرائم سے پاک کرنے اور بندوں کو آخرت کے بڑے عذاب سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ بلاشبہ یہ بھی بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کا مظہر ہے۔ البتہ ایسے لوگ سب سے بڑے ظالم ہیں جو نہ چھوٹے عذابوں سے کوئی سبق لیں اور نہ ہی قرآنِ حکیم کے ذریعہ کی جانے والی یاد دہانی سے اصلاح پر آمادہ ہوں۔ یہ لوگ واقعی مجرم ہیں اور اللہ تعالیٰ ان مجرموں سے ضرور انتقام لے گا۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

امامت کا اعزاز کسے حاصل ہوتا ہے؟

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ	اور یقیناً ہم نے دی موسیٰ کو کتاب
فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ	پس اے نبی! نہ ہوں آپؑ شبہ میں ایسی ہی کتاب کے ملنے سے
وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ ۝۲۳	اور ہم نے بنایا اُسے ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔
وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ إِمَّةً	اور ہم نے بنائے اُن میں سے امام
يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا	جو رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم سے
لَهُمَا صَبْرٌ وَّا	جب اُنہوں نے صبر کیا
وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوْقِنُونَ ۝۲۴	اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھا کرتے تھے۔
إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيَمَةِ	بے شک آپؑ کا ہی رب فیصلہ فرمائے گا اُن کے درمیان روزِ قیامت
فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝۲۵	اُس کے بارے میں جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی نے سیدنا موسیٰؑ کو کتاب عطا فرمائی۔ یہ کتاب بنی اسرائیل کے لیے ہدایت تھی۔ بنی اسرائیل میں سے اللہ تعالیٰ نے کچھ سعادت مندوں کو امامت کے منصب پر فائز کیا۔ انہیں یہ سعادت اس لیے ملی کہ:

i- اُنہوں نے صبر کیا۔ وہ باصلاحیت تھے اور دنیا میں تو انانیاں لگا کر مال و جائیداد جمع کر سکتے تھے، لیکن اُنہوں نے اللہ کی کتاب کی خدمت اور اُس کے حقوق کی ادائیگی کو دنیا کی آسائشوں پر ترجیح دی۔ صبر عن الدنیا کر کے اپنے اوقات اللہ کی کتاب کے سیکھنے، سکھانے اور دوسروں کے لیے عملی نمونہ پیش کرنے میں لگا دیئے۔

ii- اُنہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے حوالے سے یقین تھا کہ وہی سب سے بڑا خزانہ ہیں۔ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ کے مصداق اللہ تعالیٰ کی آیات کا فہم اور اُن سے ملنے والی ہدایت، مادی مال و اسباب سے کئی درجے بہتر ہے۔ ہدایت ہے تو ہر نعمت، نعمت ہے۔ ہدایت نہیں تو بظاہر جو شے نعمت نظر آرہی ہے وہ روز قیامت حساب کتاب کے وقت زحمت بن جائے گی۔

مذکورہ بالا دو صفات کی وجہ سے اُنہیں منصب امامت ملا۔ اس طرح لوگوں کی مختلف امور کے حوالے سے رہنمائی کا اعزاز ملا اور یہ عمل صدقہ جاریہ کی صورت اختیار کر گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مذکورہ بالا صفات عطا فرمائے اور قرآن حکیم کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۷

دعوتِ غور و فکر

اور کیا اس بات نے ہدایت نہیں دی انہیں کہ ہم نے ہلاک کیا اُن سے پہلے کتنی ہی قوموں کو	اَوْ لَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُونِ
وہ چلتے پھرتے ہیں جن کی بستیوں میں	يَمْشُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ
بے شک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
تو کیا وہ سنتے نہیں ہیں؟	اَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿۳۱﴾
اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم ہانک کر لے جاتے	اَوْ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ

ہیں پانی کو بنجر زمین کی طرف	
پھر ہم نکالتے ہیں اُس کے ذریعے کھیتی	فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا
کھاتے ہیں جس میں سے اُن کے چوپائے اور وہ خود بھی	تَأْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَانْفُسُهُمْ
تو کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں؟	اَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿۳۰﴾

ان آیات میں دو اعتبارات سے غور و فکر کرنے اور حق کو قبول کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے:

i- ماضی میں کتنی ہی نافرمان قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا۔ اُن کی بستیوں کے کھنڈرات آج عبرت کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ کیا لوگ اُن کے انجام پر غور و فکر کر کے سیدھی راہ کی طرف نہیں آئیں گے۔

ii- اللہ تعالیٰ بنجر زمین کی طرف پانی بہا کر لے آتا ہے۔ پھر اس زمین سے ایسی نباتات اُگتی ہیں جو انسانوں اور اُن کے جانوروں، دونوں کے لیے غذا کا ذریعہ بنتی ہیں۔ کیا ایسی کارگری کوئی اور دکھا سکتا ہے، یا غذا کی ایسی نعمت کوئی اور فراہم کر سکتا ہے؟ کیا طرح طرح کے فائدے پہنچانے والے بے شمار جانوروں کی پرورش کا اہتمام کوئی اور کر سکتا ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ لطف و کرم کسی اور کے بس کی بات نہیں۔ پھر جو اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے کیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ کیوں نہیں! وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے سو کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں غور و فکر کرنے اور حق تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۸ تا ۳۰

طنزیہ سوال کا ویسا ہی جواب

اور وہ کہتے ہیں کب ہو گا یہ فیصلہ	وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ
اگر تم سچے ہو۔	اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

اے نبی! فرمائیے فیصلے کے دن فائدہ نہیں دے گا اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اُن کا ایمان لانا	قُلْ يَوْمَ الْقِيَامِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ
اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔	وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۲۹﴾
پس رُخ پھیر لیجئے اُن سے	فَاعْرِضْ عَنْهُمْ
اور انتظار کیجئے	وَاَنْتَظِرْ
بے شک وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔	اِنَّهُمْ مُنْتَضِرُونَ ﴿۳۰﴾

کفار اپنے من گھڑت تصورات کی گمراہی کو چھپانے کے لیے حق کی دعوت پر اعتراضات کرتے تھے۔ بار بار کہتے تھے کہ اگر مسلمان آخرت کا تصور دینے میں سچے ہیں تو بتائیں کہ آخرت یعنی فیصلہ کا دن کب آئے گا؟ جواب دیا گیا کہ فیصلے کے روز کافروں کو اُن کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی انہیں کوئی مہلت دی جائے گی۔ آج اُن کے پاس مہلت ہے۔ خیر اسی میں ہے کہ ایمان لائیں اور نیکیاں کر کے اُس فیصلہ کے دن کامیاب ہونے کی تیاری کریں۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ اعتراض کرنے والوں کو زیادہ اہمیت نہ دیں۔ وہ حق کو قبول کرنے کے بجائے فیصلہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو اے نبی ﷺ آپ بھی اُن کی رسوائی کا منظر سامنے آنے کا انتظار کیجئے۔

سورۃ اَلْاَحْزَاب

اہم معاشرتی احکامات

اس سورۃ مبارکہ میں انتہائی اہم معاشرتی احکامات بیان کیے گئے ہیں جنہوں نے اسلامی معاشرے پر دور رس نتائج مرتب کیے اور اُسے دیگر معاشروں سے بالکل جدا کر دیا۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۳ نبی اکرم ﷺ کو احکام شریعت پر ڈٹے رہنے کی تلقین
- آیات ۴ تا ۶ احکامات شریعت
- آیات ۷ تا ۸ انبیاء سے عہد اور اس کا نتیجہ
- آیات ۹ تا ۲۵ غزوہ احزاب پر بھرپور تبصرہ
- آیات ۲۶ تا ۲۷ غزوہ بنو قریظہ پر اجمالی تبصرہ
- آیات ۲۸ تا ۲۹ دنیا پرستی کی زوردار مذمت
- آیات ۳۰ تا ۳۴ خواتین کے لیے اہم ہدایات
- آیات ۳۵ تا ۳۶ اللہ کے محبوب بندوں اور بندیوں کے اوصاف
- آیات ۳۷ تا ۴۹ نبی اکرم ﷺ اور مومنوں کے لیے اہم ہدایات
- آیات ۵۰ تا ۵۲ نبی اکرم ﷺ کے لیے رعایتی احکامات
- آیات ۵۳ تا ۵۵ حکم حجاب
- آیات ۵۶ تا ۵۸ عظمت مصطفیٰ ﷺ
- آیت ۵۹ چہرے کے پردے کا حکم
- آیات ۶۰ تا ۶۸ گستاخانِ رسول ﷺ پر غیظ و غضب
- آیات ۶۹ تا ۷۱ مومنوں کے لیے ہدایات

• آیات ۷۲ تا ۷۳ انسانوں پر ایک امانت کی ذمہ داری

آیات ۱ تا ۳

جلالی اسلوب میں احکاماتِ شریعت پر عمل کا حکم

اے نبی! پرہیزگاری اختیار کیجئے اللہ کی	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ
اور مت بات مانئے کافروں اور منافقوں کی	وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ
بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ①
اور پیروی کیجئے اُس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف	وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
آپ کے رب کی جانب سے	
بے شک اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔	إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ②
اور بھروسہ کیجئے اللہ پر	وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
اور کافی ہے اللہ کا کارساز ہونا۔	وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ③

سورہ احزاب میں چند ایسے سخت احکامات دیئے گئے ہیں جن کا اُس وقت کے معاشرے میں نافذ کرنا دشوار تھا۔ کفار و منافقین کے لیے انہیں برداشت کرنا کافی مشکل تھا اور ان کی طرف سے شدید مخالفت کا اندیشہ تھا۔ ایسے میں نبی اکرم ﷺ کو جلالی اسلوب میں تلقین کی گئی کہ آپ ﷺ احکاماتِ شریعت پر ڈٹے رہیں۔ کفار و منافقین کے دباؤ کو قبول نہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل و بھروسہ کریں۔ وہ آپ ﷺ کا حامی و ناصر ہوگا۔

آیات ۴ تا ۵

دو سخت احکاماتِ شریعت

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِۦ	نہیں بنائے اللہ نے کسی آدمی کے لیے دو دل اُس کے سینے میں
وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمْ اِلٰی تَظْهَرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهَاتِكُمْ	اور نہ ہی بنایا ہے تمہاری اُن بیویوں کو، تم ظہار کرتے ہو جن سے، تمہاری مائیں
وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ	اور نہ ہی بنایا ہے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ	یہ کہنا ہے تمہارا اپنے مونہوں سے
وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۳﴾	اور اللہ کہتا ہے سچ اور دکھاتا ہے سیدھی راہ۔
اُدْعُوْهُمْ لِاَبَائِهِمْ	پکارو انہیں اُن کے باپوں کی نسبت سے
هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ	یہ زیادہ عدل کی بات ہے اللہ کے ہاں
فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا اَبَاءَهُمْ	پھر اگر تم نہیں جانتے اُن کے باپوں کو
فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ	تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں
وَمَوَالِيْكُمْ	اور تمہارے دوست ہیں
وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا اَخْطَاْتُمْ بِهٖ	اور نہیں ہے تم پر کوئی گناہ اُس میں جو تم خطا کر چکے اس بارے میں
وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ	اور لیکن (اُس پر گناہ ہے) جو ارادے سے کیا تمہارے دلوں نے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

ان آیات میں اُس وقت کے معاشرہ کے اعتبار سے دو سخت احکامات دیے گئے:

i۔ ظہار کی کوئی حیثیت نہیں۔ ظہار سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص قسم کھائے کہ میری بیوی مجھ پر اسی طرح حرام ہے جیسے میری ماں۔ جو شخص یہ قسم کھا لیتا تھا اب اُس کے لیے زندگی بھر بیوی سے تعلق ممنوع ہو جاتا تھا۔ شریعت کے مطابق ہر فرد کی ماں صرف وہ ہے جس نے اُسے جنم دیا ہے۔ بیوی کو ماں کہنے سے نہ وہ ماں بن جاتی ہے اور نہ ہی اُس سے تعلق ممنوع ہوتا ہے۔ ظہار کرنے والا کفارہ ادا کر کے بیوی کے ساتھ تعلق قائم کر سکتا ہے۔

ii۔ منہ بولے بیٹے کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہر فرد کو اُس کے اصل والد کی طرف منسوب کرو۔ والد کا علم نہ ہو تو وہ دینی اعتبار سے تمہارا بھائی ہے۔ کسی شخص کا نسب تبدیل کرنا یعنی اُسے حقیقی والد کے بجائے کسی اور کا بیٹا قرار دینا گناہ کبیرہ ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

مَنْ ادَّعى اِلٰی غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

"جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا، حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا باپ نہیں ہے، اُس پر جنت حرام ہے۔" (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

آیت ۶

نبی ﷺ مومنوں کے لیے اُن کی جانوں سے بڑھ کر ہیں

النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ	نبیؐ زیادہ عزیز ہیں مومنوں کے لیے اُن کی جانوں سے
وَازْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ	اور آپؐ کی ازواج اُن کی مائیں ہیں
وَاُولُواْ الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبٍ	اور رشتہ دار ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حق دار ہیں اللہ کی شریعت میں

اللّٰهُ	
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ	دوسرے مومنین اور مہاجرین سے
إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَٰكُمْ مَّعْرُوفًا	مگر یہ کہ تم کرو اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی
كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝۱	یہ (حکم) کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اس آیت میں مومنوں کے لئے مقام مصطفیٰ ﷺ کو واضح کیا گیا۔ مومن کامل وہی ہے جس کے لیے نبی اکرم ﷺ کی ذات نہ صرف تمام انسانوں بلکہ اپنی ذات سے بھی بڑھ کر ہو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے :

لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ، وَأَهْلِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ، وَذَاتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهِ (المعجم الکبیر للطبرانی)
 "ایک بندہ، مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اُسے میں محبوب نہ ہو جاؤں اپنے آپ سے اور میرے گھر والے اُس کے گھر والوں سے اور میری ذات اُس کی اپنی ذات سے۔"

نبی ﷺ کی ناموس کی حرمت پر جان قربان کر دینے کی آرزو دراصل ایک مومن کے سچے ہونے کا ثبوت ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات مومنوں کے لیے ماں ہونے کا تقدس رکھتی ہیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد کوئی اُن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ البتہ نامحرم مردوں سے اُن کے لیے بھی پردہ کرنے کا حکم برقرار رہے گا۔ آیت مبارکہ میں مزید ارشاد ہوا کہ شریعت نے وراثت کے احکامات کے حوالے سے مسلمان رحمی رشتہ داروں کو اولیت دی ہے۔ ان کے علاوہ باقی مسلمانوں سے حسن سلوک کی کوئی بھی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔

آیات ۷ تا ۸

انبیاء سے خصوصی عہد

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ	اور جب ہم نے لیا نبیوں سے اُن کا عہد
--	--------------------------------------

وَمِنْكَ	اور اے نبی! آپ سے
وَمِنْ نُوحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَّ مُوسٰى وَّ عِيْسٰى ابْنِ مَرْيَمَ	اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے
وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيثَاقًا غَلِيْظًا ۝	اور ہم نے لیا اُن سے بہت پختہ عہد۔
لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ	تاکہ اللہ پوچھے سچوں سے اُن کے سچ کے بارے میں
وَ اَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝	اور اُس نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے درد ناک عذاب۔

ان آیات میں انبیاء کرام کی ارواح سے ایک عہد خصوصی لینے کا ذکر ہے۔ آیت ۷ کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ یہ عہد بھی ازل میں اُسی وقت لیا گیا جب تمام ارواحِ انسانیہ سے عہدِ الست لیا گیا تھا۔ مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"یہ عہد انبیاء سے نبوت و رسالت کے فرائض ادا کرنے اور باہم ایک دوسرے کی تصدیق اور مدد کرنے کا عہد تھا۔ جیسا کہ ابن جریر وابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت میں اس عہدِ انبیاء میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ سب اس کا بھی اعلان کریں کہ محمد رسول اللہ لا نبی بعدہ، یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

آیت ۸ میں آگاہ کیا گیا کہ اب جو امتی اپنے نبی کے عہد کا پاس کرے گا اُسے اجر دیا جائے گا۔ جس امتی نے اپنے نبی کے عہد سے بے وفائی کی اُسے المناک عذاب سے دوچار کیا جائے گا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے خاص طور پر پانچ جلیل القدر رسولوں کا ذکر کیا ہے۔ ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے یہ رسول ہیں حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور نبی اکرم ﷺ۔ یہ وہ رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کرنے کا حکم دیا تھا:

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا

فِيهِ (سورہ شوریٰ آیت ۱۳)

"اللہ نے طے کر دیا ہے تمہارے لیے دین کے حوالے سے وہی حکم جس کی اُس نے وصیت کی تھی نوح کو اور جس کی ہم نے وحی کی ہے اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کی طرف اور جس کی ہم نے وصیت کی تھی ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ قائم کرو دین کو اور مت پڑو تفرقہ میں اس حکم میں۔"

آیات ۱۱ تا ۹

غزوہ احزاب پر اجمالی تبصرہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے اہل ایمان!
أذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ	یاد کرو اللہ کی اُس نعمت کو جو تم پر ہوئی
إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ	جب چڑھ آئے تم پر لشکر
فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا	تو ہم نے بھیج دی اُن پر آندھی
وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا	اور ایسے لشکر کہ جنہیں تم نے نہیں دیکھا
وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝۹	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے تھے خوب دیکھنے والا تھا۔
إِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ	جب وہ چڑھ آئے تم پر تمہارے اوپر سے
وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ	اور تمہارے نیچے سے
وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ	اور جب پتھر اُڑ رہی تھیں نگاہیں

اور پہنچ رہے تھے دل (خوف سے دھڑک دھڑک کر) گلوں تک	وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ
اور تم گمان کر رہے تھے اللہ کے بارے میں کئی طرح کے گمان۔	وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا ۝۱۰
اس موقع پر آزمالیے گئے مومن	هٰذَا لِكِ ابْتِلٰى الْمُؤْمِنُوْنَ
اور وہ ہلامارے گئے بڑی شدت کے ہلانے کے ساتھ۔	وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱

یہ آیات غزوہ احزاب کی مختصر داستان بیان کر رہی ہیں۔ اس غزوہ میں ہر طرف سے کفار نے یلغار کی اور آکر مدینہ کو گھیر لیا۔ کفار کی تعداد دس ہزار تھی۔ وہ بھرپور تیاری سے آئے تھے اور پوری طرح جنگی ساز و سامان سے لیس تھے۔ مدینہ میں داخل ہونے کا راستہ صرف ایک سمت تھا۔ اس سمت میں مسلمانوں نے تحفظ کے لیے خندق کھود لی تھی۔ کفار خندق کو عبور کرنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔ اس صورت حال میں مسلمانوں پر شدید خوف طاری ہوا اور ڈر کے مارے اُن کے دل اچھل اچھل کر حلق تک پہنچ رہے تھے۔ یہ کیفیت پورے ایک ماہ تک جاری رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آگئی۔ تیز ہواؤں اور فرشتوں کے ذریعہ کفار کے خیمے اکھاڑ دیئے گئے۔ دیگیں الٹ دی گئیں اور چولہوں کی آگ خیموں کو جلانے لگی۔ وہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مدد سے اہل ایمان، کفار کے ناپاک ارادوں اور سازشوں کے شر سے محفوظ رہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۵

غزوہ احزاب میں منافقوں کا طرزِ عمل

اور جب کہہ رہے تھے منافقین	وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ
اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے	وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ	نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ اور اُس کے رسولؐ نے
إِلَّا غُرُورًا ۝۱۲	مگر دھوکہ دینے کے لیے۔
وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ	اور جب کہا ایک جماعت نے اُن میں سے
يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ	اے اہل یثرب! کوئی ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے تمہارے
فَارْجِعُوا	پس لوٹ چلو
وَیَسْتَأْذِنُ فَرِیقٌ مِّنْهُمْ النَّبِیَّ	اور اجازت مانگ رہا تھا ایک گروہ اُن میں سے نبیؐ سے
یَقُولُونَ إِنَّ بَیْوتَنَا عَوْرَةٌ	وہ کہہ رہے تھے بے شک ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں
وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ	حالانکہ وہ نہیں تھے غیر محفوظ
إِنْ یُرِیدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝۱۳	وہ نہیں چاہتے تھے مگر بھاگنا
وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا	اور اگر داخل کردئے جاتے (لشکر) اُن پر اُس (شہر) کے
ثُمَّ سِیلُوا الْفِتْنَةَ	پھر اُن سے تقاضا کیا جاتا فتنہ میں پڑنے کا
لَا تَوْهًا	تو یقیناً وہ کر گزرتے ایسا
وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا یَسِیرًا ۝۱۴	اور نہ دیر کرتے اس میں مگر بہت تھوڑی۔
وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ	حالانکہ واقعی انہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے اس سے پہلے

وَلَا يُولُّونَ الْاَدْبَارَ	وہ نہیں پھریں گے پیٹھیں
وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُولًا ۝۱۵	اور اللہ کے عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

غزوہ احزاب کے موقع پر جب کفار نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تو منافقین کے باطن میں پوشیدہ اسلام دشمنی، رسول اللہ ﷺ سے بغض اور بزدلی ظاہر ہو گئی۔ وہ ایسی باتیں کر رہے تھے جن سے مسلمانوں پر مایوسی طاری ہو اور ان کے حوصلے پست ہو جائیں۔ وہ بر سر عام کہنے لگے کہ ہمیں روم، ایران اور یمن پر فتح کے خواب دکھائے گئے تھے جبکہ آج ہم رفع حاجت کے لیے گھر سے باہر نہیں جاسکتے۔ نبی اکرم ﷺ کا حکم تھا کہ تمام مومنین خندق کے قریب قریب مورچوں میں رہیں اور کفار کی خندق عبور کرنے کی کوششوں کو تیر اندازی سے ناکام کر دیں۔ منافقین اس کے برعکس مشورہ دے رہے تھے کہ جاؤ گھروں میں اور اپنی موت کا انتظار کرو۔ کسی بھی وقت کفار مدینہ میں داخل ہو کر تمہارا صفایا کر دیں گے۔ اگر واقعی کفار مدینہ میں داخل ہو جاتے اور ان سے مرتد ہونے کا مطالبہ کرتے تو منافقین مرتد ہونے میں دیر نہ لگاتے۔ حالانکہ وہ غزوہ اُحد کے بعد وعدہ کر چکے تھے کہ آئندہ کبھی بھی دین اسلام کے لیے قربانی پیش کرنے سے پیچھے نہ ہٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس عہد شکنی کی سزا ضرور دے گا۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

کیا محاذِ جنگ سے فرار، موت سے بچالے گا

قُلْ لَّنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ	اے نبی! فرما دیجئے تمہیں ہر گز نفع نہ دے گا بھاگنا
اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ	اگر تم بھاگتے ہو موت سے یا قتل ہونے سے
وَ اِذَا لَا تُنْتَعُونَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۶	اور اس صورت میں تمہیں فائدہ نہیں دیا جائے گا مگر بہت کم۔
قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِيكُمْ مِّنَ اللّٰهِ	فرمائیے وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے

اگر وہ چاہے تمہارے بارے میں برائی	اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوًّا
یا وہ چاہے تمہارے بارے میں رحمت	اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً
اور وہ نہیں پائیں گے اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور مددگار۔	وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۱۷﴾
یقیناً اللہ جانتا ہے رکاوٹیں ڈالنے والوں کو تم میں سے	قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ
اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے	وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ
آ جاؤ ہماری طرف	هَلُمَّ إِلَيْنَا
اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت کم۔	وَلَا يَأْتُونَ الْبَاسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۸﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اُن منافقین کو جو جنگ سے گریز کر کے گھروں میں جا چھپتے ہیں۔ کیا وہ گھروں میں جا کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ سکتے ہیں؟ کیا انہیں گھروں میں موت نہیں آسکتی؟ بد بخت منافقین مخلص مومنوں کو مشورہ دیتے تھے کہ اپنی جان کی حفاظت کرو اور خندق کے قریب مت جاؤ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ موت تو بہر حال اپنے مقررہ وقت پر آتی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ اُس کی راہ میں آجائے

اللہ کے رستہ کی جو موت آئے مسیحا

اکسیر یہی ایک دوامیرے لیے ہے

آیات ۱۹ تا ۲۰

منافقت کا سبب ... مال اور جان کی محبت

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ	سخت بخیل ہیں منافقین تمہارے بارے میں
فَاِذَا جَاءَ الْخَوْفُ	پس جب آتی ہے خوف کی صورت
رَاٰیهُمْ يَنْظُرُونَ اِلَيْكَ	تو اے نبی! آپ دیکھتے ہیں انہیں کہ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں آپ کی طرف
تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ	پھرتی ہیں اُن کی آنکھیں اُس شخص کی طرح، طاری کردی گئی ہو جس پر موت
فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ	پھر جب چلی جاتی ہے خوف کی حالت
سَلَقُوْكُمْ	وہ تکلیف دیتے ہیں تمہیں
بِالسِّنَةِ حِدَادٍ	تیز زبانوں کے ساتھ
اَشِحَّةً عَلٰی الْخَيْرِ	ٹوٹے پڑتے ہیں مال پر
اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا	یہ لوگ ایمان نہیں لائے
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ	تو ضائع کر دیے اللہ نے اُن کے اعمال
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلٰی اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۱۹	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔
يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا	وہ سمجھتے ہیں لشکروں کو کہ نہیں گئے
وَ اِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ	اور اگر لشکر آجائیں
يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ	وہ پسند کریں گے کہ کاش وہ ہوں باہر نکلے ہوئے بدوؤں میں

یَسْأَلُونَ عَنْ اَنْبَاِکُمْ	پوچھتے رہیں تمہاری خبروں کے بارے میں
وَکُوْکَاوُواْ فِیْکُمْ	اور اگر وہ ہوتے تم میں
مَا قَتَلُوْاْ اِلَّا قَلِیْلًاۙ	تو نہ لڑتے مگر بہت کم۔

منافقین کا اصل مرض ہے مال اور جان سے محبت۔ کوئی خطرہ کی خبر آئے تو اُن پر ایسا خوف طاری ہوتا ہے جیسا اُس شخص پر جو موت کے وقت آخری سانس لے رہا ہو۔ اگر فتح کی صورت پیدا ہو جائے تو وہ مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ وہ کفار کے لشکروں کے ناکام لوٹنے کے باوجود ڈر رہے ہیں کہ کہیں وہ واپس نہ آجائیں۔ اُن کی خواہش تو یہ ہے کہ مدینہ سے دور کسی بستی میں چلے جائیں اور وہاں سے مسلمانوں اور کفار کے درمیان کشمکش کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہیں۔ ان بد نصیبوں کی ساری نیکیاں اللہ تعالیٰ نے ضائع فرمادیں۔ اس کا سبب مولانا مودودیؒ ان آیات کی تفسیر کے دوران اس طرح لکھتے ہیں:

"کفر اور اسلام کی کشمکش میں جب کڑی آزمائش کا وقت آیا تو انہوں نے دو غلطیوں کا ثبوت دیا، دین کے مفاد پر اپنے مفاد کو ترجیح دی اور اسلام کی حفاظت کے لیے جان، مال اور محنت صرف کرنے میں دریغ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فیصلے کا اصل مدار ظاہری اعمال نہیں ہیں، بلکہ یہ سوال ہے کہ آدمی کی وفاداریاں کس طرف ہیں۔ جہاں اللہ اور اُس کے دین سے وفاداری نہیں ہے وہاں اقرارِ ایمان اور عبادات اور دوسری نیکیوں کی کوئی قیمت نہیں۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت کے مرض سے محفوظ فرمائے اور مال، جان اور ہر شے کی محبت کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت پر قربان کرنے کی ہمت و سعادت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۱

نبی اکرم ﷺ بہترین نمونہ ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ کی ذاتِ مبارکہ میں بہترین نمونہ ہے
---	--

لِیْسُنْ كَانَ یَرْجُو اللّٰهَ	اُس کے لیے جو طلب گار ہو اللہ کا
وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ	اور آخرت کے دن کا
وَذَكَرَ اللّٰهَ کَثِیْرًا ۝۲۱	اور یاد کرتا ہو اللہ کو کثرت سے۔

اس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتِ بابرکت میں مومنوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ ایسے مومن جو اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کے طلب گار ہوں۔ پھر وہ ہر وقت حالتِ ذکر میں رہنا چاہتے ہوں۔ آپ ﷺ واحد رسول ہیں جن کی سیرت پوری طرح سے محفوظ اور قابلِ اتباع ہے۔ آپ ﷺ انفرادی اعتبار سے معاشرہ کے ہر کردار کے لیے نمونہ ہیں۔ والد، شوہر، داماد، خسر، پڑوسی، تاجر، داعی، امام مسجد، خطیب، مدرس، معلم، مربی، سپہ سالار، فاتح، قاضی، حکمران، غرض بظاہر بالکل مختلف حیثیتوں کے لیے بھی اُسوہ ہیں۔ کوئی پیغمبر بے کسی کے عالم میں داعی تو ہیں لیکن حکمران نہیں۔ کسی کی زندگی میں غلبہ دین کی جدوجہد کے لیے تحریکی دور تو ہے لیکن غلبہ دین کے بعد اسلامی ریاست کی عملداری نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ ان تمام اعتبارات سے نمونہ ہیں۔ اسی طرح اجتماعی اعتبار سے آپ ﷺ نے بالکل انسانی سطح پر جدوجہد کر کے تاریخ انسانی کا عظیم ترین اور ہر اعتبار سے کامل انقلاب برپا کیا۔ اس جدوجہد میں معجزات کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہے تاکہ بعد میں بھی لوگ آپ ﷺ کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔ غزوہ احزاب کے جس پس منظر میں یہ آیت نازل ہوئی اُس حوالے سے مولانا مودودی تحریر فرماتے ہیں:

"یہاں تو رسول اللہ ﷺ کا حال یہ تھا کہ ہر مشقت جس کا آپ ﷺ نے دوسروں سے مطالبہ کیا، اُسے برداشت کرنے میں آپ ﷺ خود سب کے ساتھ شریک تھے، بلکہ دوسروں سے بڑھ کر ہی آپ ﷺ نے حصہ لیا، کوئی تکلیف ایسی نہ تھی جو دوسروں نے اٹھائی ہو اور آپ ﷺ نے نہ اٹھائی ہو۔ خندق کھودنے والوں میں آپ ﷺ خود شامل تھے۔ بھوک اور سردی کی تکلیفیں اٹھانے میں ایک ادنیٰ مسلمان کے ساتھ آپ ﷺ کا حصہ بالکل برابر کا تھا۔ محاصرے کے دوران میں آپ ﷺ ہر وقت محاذِ جنگ پر موجود رہے اور ایک لمحے کے لیے بھی دشمن کے مقابلے سے نہ ہٹے۔ بنی قریظہ کی غداری کے بعد جس خطرے

میں سب مسلمانوں کے بال بچے مبتلا تھے اسی میں آپ ﷺ کے بال بچے بھی مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی حفاظت اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کے لیے کوئی خاص اہتمام نہ کیا جو دوسرے مسلمانوں کے لیے نہ ہو۔ جس مقصدِ عظیم کے لیے آپ ﷺ دوسروں سے قربانیوں کا مطالبہ کر رہے تھے اس پر سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر آپ ﷺ خود اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار تھے۔ اس لیے جو کوئی بھی آپ ﷺ کے اتباع کا مدعی تھا اُسے یہ نمونہ دیکھ کر اُس کی پیروی کرنی چاہیے تھی۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

غزوہ احزاب کے موقع پر مومنوں کا طرزِ عمل

وَلَبَّاءُ الْمُؤْمِنُونَ الْاَحْزَابَ	اور جب دیکھا مومنوں نے لشکروں کو
قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ	کہنے لگے یہی تو ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اُس کے رسول نے
وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ	اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اُس کے رسول نے
وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَتَسْلِيْمًا ۝۲۲	اور نہیں بڑھایا اس (صورتِ حالت) نے انہیں مگر ایمان اور فرمانبرداری میں۔ ق
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ	مومنوں میں وہ جواں مرد بھی ہیں
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ	سچ کر دکھائی جنہوں نے وہ بات، انہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے جس پر
فَبَنَھُمْ مِّنْ قَضٰی نَحْبِہٖ	پھر اُن میں کوئی تو وہ ہے جو پوری کر چکا اپنی نذر
وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنتَظِرُ	اور اُن میں سے کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے (اس کا)

وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝۲۱	اور اُنہوں نے نہیں بدلا (اپنی بات کو) ذرا بھی۔
لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ	تاکہ بدلہ دے اللہ سچوں کو اُن کے سچ کا
وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ اِنْ شَاءَ	اور عذاب دے منافقوں کو اگر چاہے
اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ	یا توبہ قبول فرمائے اُن کی
اِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيْمًا ۝۲۲	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

جب سچے اہل ایمان نے دیکھا کہ کیل کانٹے سے لیس کفار کے لشکر نے مدینہ کو گھیر لیا ہے تو وہ پکار اُٹھے کہ اسی کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا تھا یعنی: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِيرِ الصَّابِرِينَ ۝ (البقرہ آیت ۱۵۵)

"اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے اور اموال اور جانوں اور پھلوں میں نقصان سے اور (اے نبی ﷺ!) بشارت دیجئے صبر کرنے والوں کو"۔

اس صورت حال میں مومنوں کے ایمان اور تسلیم و رضا میں اور اضافہ ہوا۔ انہوں نے بڑی دلیری سے کفار کو خندق عبور کرنے سے روک رکھا۔ اس دوران چند صحابہ نے جامِ شہادت بھی نوش کیا اور باقی بھی یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے بے چین تھے

وبال دوش ہے سر جسم ناتواں پہ مگر
اُٹھا رکھا ہے تیرے خنجر و سناں کے لیے

اللہ تعالیٰ ان اہل ایمان کو ان کی سرفروشی کا بھرپور بدلہ عطا فرمائے گا۔ البتہ منافقین میں سے کچھ کو اُن کے طرزِ عمل کی سزا دے گا اور کچھ کو توبہ اور اصلاحِ کردار کی توفیق عطا فرمائے گا۔

آیت ۲۵

کفار کے لشکروں کی ذلت آمیز شکست

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغِيظِهِمْ	اور لوٹا دیا اللہ نے انہیں جنہوں نے کفر کیا تھا اُن کے غصہ کے ساتھ
لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا	وہ نہیں پاسکے کوئی بھلائی
وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ	اور کافی ہے اللہ مومنوں کے لیے جنگ میں
وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿۲۵﴾	اور اللہ بڑی قوت والا بہت زبردست ہے۔

اس آیت میں کفار کے لشکروں کی ذلت آمیز شکست اور واپسی کا ذکر ہے۔ اُن کی تمام تیاریاں، جنگی مصارف پر خرچ، جسمانی محنت و تکلیف اور مدینہ کے محاصرہ کی پورے ایک ماہ کی مشقت ضائع ہو گئی۔ اُن کے ہاتھ کچھ نہ آیا اور وہ مایوسی و حسرت کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ گئے۔ پھر جن بد نصیبوں نے توبہ نہیں کی، وہ اپنے نامہ اعمال کو مزید سیاہیوں سے بھر گئے۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

بنو قریظہ کی ذلت آمیز تباہی

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ	اور اتار دیا اللہ نے انہیں جنہوں نے مدد کی تھی لشکروں کی اہل کتاب میں سے اُن کے قلعوں سے
وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ	اور ڈال دیا اُن کے دلوں میں رعب
فَرِيقًا تَقْتُلُونَ	ایک گروہ کو تم قتل کرتے تھے

وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۝۲۱	اور ایک گروہ کو تم قید کرتے تھے۔
وَأَرْثُكُمْ أَرْضَهُمْ	اور وارث بنادیا تمہیں اُن کی زمین کا
وَدِيَارَهُمْ	اور اُن کے گھروں کا
وَأَمْوَالَهُمْ	اور اُن کے اموال کا
وَأَرْضًا لَّمْ تَطْعُوهَا	اور اُس زمین کا بھی، تم نے قدم نہیں رکھا جس پر
وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝۲۲	اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہود کے قبیلہ بنو قریظہ نے غزوہ خندق کے دوران میثاقِ مدینہ کو توڑ کر کفار کے لشکروں سے گھلے جوڑ کرنے کی کوشش کی۔ جب صحابہ کرام نے جا کر اُن کو میثاقِ مدینہ کی یاد دہانی کرائی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی۔ کفار کے لشکروں کی واپسی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ بنو قریظہ کو اُن کی عہد شکنی کی سزا دو۔ مسلمانوں نے اُن کے قلعوں کو گھیر لیا۔ انہوں نے بُزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہتھیار ڈال دیے اور سیدنا سعد بن معاذؓ (رئیس اوس) کو فیصلہ کیلئے منصف بنانے کی درخواست کی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ درخواست قبول کر لی۔ سیدنا سعد بن معاذؓ نے تورات کی روشنی میں فیصلہ دیا کہ عہد شکنی کرنے والی قوم کے تمام جوانوں کو قتل کر دو۔ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو غلام بنالو۔ تمام املاک کو مالِ غنیمت کے طور پر قبضہ میں لے لو۔ اس فیصلہ پر عمل درآمد کیا گیا اور بنو قریظہ عبرتناک ذلت سے دوچار ہوئے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

نبی اکرم ﷺ کی دنیا سے بیزاری

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ	اے نبی! فرمائیے اپنی ازواج سے
إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا	اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگی اور اسی کی زیب و زینت

فَتَعَالَيْنِ اُمِّتُكَنَّ	تو آؤ میں کچھ سامان دے دیتا ہوں تمہیں
وَاُسْرِحُكُنَّ سَرَاحًا جَبِيلًا ۲۱	اور پھر میں رخصت کر دیتا ہوں تمہیں بڑی خوبصورت رخصتی کے ساتھ۔
وَاِنْ كُنْتُمْ تُرَدُّنَ اللّٰهَ	اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو
وَرَسُولَهُ	اور اُس کے رسول کو
وَالِدَّارَ الْاٰخِرَةَ	اور آخرت کے گھر کو
فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اجْرًا عَظِيمًا ۲۲	تو بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے تم میں سے نیک بیبیوں کے لیے شاندار بدلہ۔

غزوہ بنو قریظہ کے نتیجے میں مسلمانوں کو بہت بڑی مقدار میں مال و دولت ملا اور مدینہ کے ہر گھر میں خوشحالی آگئی۔ البتہ نبی اکرم ﷺ کے گھر میں اب بھی وہی فاقہ کشی، بغیر چراغ کے اندھیری راتیں اور فقر کا عالم رہا۔ ابھی چونکہ حجاب کا حکم نہیں آیا تھا لہذا منافقین آپ ﷺ کے گھر پر آتے اور ازواجِ مطہرات کے سامنے بڑے ہمدرد بن کر فقر کی صورتِ حال پر افسوس کرتے۔ اُن میں دنیا کی آسائشوں کی کمی کے حوالے سے حسرت پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ اُنہیں ترغیب دیتے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے دنیوی سہولیات فراہم کرنے کا مطالبہ کریں۔ جب ازواجِ مطہرات نے آپ ﷺ سے ایسا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ کو اس پر شدید دُکھ ہوا۔ آپ ﷺ نے پورے ایک ماہ ازواجِ مطہرات سے علیحدگی اختیار کئے رکھی۔ اس واقعہ کو سیرت میں واقعہ ایلہا کہا جاتا ہے۔ ایک ماہ کے بعد آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات کے سامنے دو صورتیں رکھیں:

i۔ ان کا مطالبہ پورا کرتے ہوئے اُنہیں مال و متاع دے دیا جائے، البتہ پھر اُنہیں خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دیا جائے کیوں کہ نبی ﷺ کو ان دنیوی سہولیات سے کوئی رغبت نہیں۔

ii- وہ اگر اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول ﷺ اور آخرت کی طلب گار ہیں تو پھر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ فقر کی اسی زندگی پر راضی رہیں۔

تمام ازواجِ مطہرات نے دوسری صورت کو بخوشی قبول فرمالیا۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

ازواجِ مطہرات کا خصوصی معاملہ

اے نبی! کی ازواج! جس نے ارتکاب کیا تم میں سے کھلی بے حیائی کا	يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ مِنْ يَّاتٍ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيَّنَةٍ
بڑھایا جائے گا اُس کے لئے عذاب کو دو گنا	يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ
اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔	وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰
اور جس نے فرمانبرداری کی تم میں سے اللہ کی	وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ
اور اُس کے رسول کی	وَرَسُوْلِهِ
اور عمل کیا اچھا	وَتَعْمَلْ صٰلِحًا
ہم دیں گے اُسے اُس کا اجر دو گنا	نُؤْتِيْهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ
اور ہم نے تیار کر رکھی ہے اُس کے لیے عزت والی روزی۔	وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝۳۱

ازواجِ مطہرات پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل تھا۔ اُس نے انہیں اپنے حبیب ﷺ کی زوجیت میں آنے کا شرف عطا فرمایا اور براہِ راست نبی اکرم ﷺ سے فیض حاصل کرنے کی سعادت بخشی۔ اب ازواجِ مطہرات امت کی خواتین کے لیے نمونہ ہیں۔ خواتین بھلائی اور برائی میں اُن کی پیروی کریں گی۔ اُن کی برائی امت کی خواتین کے بگاڑ کا ذریعہ بنے گی اور اُن کی بھلائی امت

کی خواتین کی فلاح کا سبب بنے گی۔ لہذا "جن کے رُتبے ہیں سوا اُن کی سوا مشکل ہے"۔ اگر انہوں نے اپنے اس خصوصی مقام کا پاس نہ کیا اور برائی کی تو اپنے بگاڑ کے ساتھ دوسروں کے بگاڑ کی بھی سزا پائیں گی۔ اسی طرح اگر انہوں نے اپنے خصوصی اعزاز کے شایانِ شان طرزِ عمل اختیار کیا اور نیک کام کیے تو اپنی نیکی کے ساتھ اس بات کا اجر بھی پائیں گی کہ انہوں نے دوسروں کو بھلائی کی راہ دکھائی۔ اب بڑے بہترین رزق سے اُن کا اکرام کیا جائے گا۔ بلاشبہ ازواجِ مطہرات نے نیکی اور پارسائی کی اعلیٰ مثال قائم فرما کر اللہ کے رسول ﷺ کی زوجیت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ امت کی خواتین کو اُن کی پیروی کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین!
